

18  
Jamia Nadwiyyah

Bustan-ul-Aloom

Mujibabad Kaduna

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الطَّالِبُ الَّذِي لَا يَتَّكِبُ  
هَذِهِ الْمَسْتَقِيمَةَ حَرَّطَ لَهَا الْعَمَلَةَ

ہم کو سیدھے راستے پر چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے لسان فرمایا (فاتحہ: ۴-۵)



مستقیمہ  
حراطیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد  
ایم۔ اے۔ بی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلہ اشاعت نمبر

۱۰

۶۱/۲، ۵، ای، ناظم آباد، کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

ادارہ مستقیمہ



الطَّائِفَةُ الْمُسْتَقِيمَةُ  
الْحَقَائِقُ الْمُسْتَقِيمَةُ

ہم کو سیدھے راستے پر چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان فرمایا (فاتحہ: ۴.۵)

# مستقیم صراطِ مستقیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد محمود احمد  
ایم۔ اے، بی۔ ایچ۔ ڈی

۱۰

۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء

ادارہ مسعودیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اللہ نے کرم فرمایا، انسان بنایا، بولنا سکھایا، لکھنا سکھایا،  
مسلمان بنایا، بڑا احسان فرمایا، پاکي و پاکیزگی اور دانائی و حکمت سے  
آراستہ و پیراستہ فرمایا، مانگنے کا سلیقہ بتایا اور یہ بول سکھائے :  
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ  
عَلَيْهِمْ لَا اِلٰهَ

( ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ اُن کا جن پر تو نے احسان کیا )  
اور اس راستہ کے لیے فرمایا۔ یہ سیدھا راستہ تو ہمارا ہے اس پر چلتے رہو  
ادھر ادھر نہ بھٹک جانا۔ یہ ہمارے محبوبوں کا راستہ ہے، یہ ہمارا ہی راستہ  
ہے۔ اس کو کسی اور کا راستہ نہ سمجھ لینا۔ وہ ہمارے ہیں، ہم اُن کے  
ہیں، جو اُن کا ہے، وہ ہمارا ہے۔ جو اُن کا نہیں، وہ ہمارا نہیں۔  
انہوں نے ہم سے پیمانِ محبت باندھا ہے۔ ان پر ہمارا انعام و احسان  
ہے۔ ہاں انہیں برگزیدہ اور چنیدہ نفوسِ قدسیہ میں وہ بھی تھے  
جن کو زمانہ مجدد الف ثانی کے نام سے جانتا اور یاد کرتا ہے اور جن کا نام  
نامی شیخ احمد سرہندی ہے۔ جو ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء میں سرہند شریف  
(مشرقی پنجاب، بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء میں وہیں  
انتقال فرمایا۔ ان کی شان کیا بیان کی جائے، اقبال نے کہا تھا۔

وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان  
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار تھے

اور آپ کی قبر مبارک کے لیے کہا تھا ع

وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلع انوار

آپ کی قبر مبارک کے ذروں کے سامنے اقبال کو تارے بھی ٹمٹاتے ہوئے  
نظر آرہے ہیں

اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے

اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار<sup>ؑ</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی شان کیا بیان کی جائے — عقل

دنگ رہ جاتی ہے، حیرت بڑھتی چلی جاتی ہے — زندگی زمین سے  
آسمان تک اور آسمان سے ماوراء آسمان تک پھیلتی چلی جاتی ہے۔

آپ کے مقام ولادت شہر سرہند کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے بہت سے

شہروں پر فوقیت و برتری عطا فرمائی اور اس کو اپنے خاص انوار سے منور

فرمایا<sup>ؑ</sup> — اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کی تربیت فرمائی، آپ

کا سلسلہ رحمانی اور طریقہ سبحانی ہے<sup>ؑ</sup> — دائرہ ولایت سے ورا، آپ کو وہ

علوم و معارف عطا کیے گئے جو انوار نبوت کے چراغ سے روشن ہیں<sup>ؑ</sup> —

آپ کو شان العلم سے بلند و بالا مملکتِ شان الحیات کی سیر کرائی گئی جس کے

پہلو میں شان العلم ایک چھوٹی سی نہر کی مانند ہے اور جس کے ایک گوشے میں

ابن العربی تشریف فرما ہیں<sup>ؑ</sup>۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سند خاص عطا فرمائی اور مقام شفاعت

سے حصہ عطا فرمایا<sup>ؑ</sup> — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بچھڑے ہوؤں

کو ملانے والا صلہ قرار دیا<sup>ؑ</sup> — آپ کی نگاہ بلند لوح محفوظ پر تھی<sup>ؑ</sup> —

آپ کی نظر عالم برزخ پر تھی اور آپ وہاں کے عجائبات بچشم خود ملاحظہ فرماتے

تھے۔ آپ کی نظر کائنات پر تھی، برصغیر کے وہ شہر آپ کی نظروں کے سامنے جگمگا رہے تھے جہاں انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات تھے، آپ کی دُعا سے قضا مُبرم بھی مل جایا کرتی تھی۔ الغرض آپ کا مقام بہت ہی بلند ہے، اس بلندی تک ہماری فکر و نظر کی رسائی ممکن نہیں۔

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار ہیں جو خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ ہے جن کے دل میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ ڈال دیا جو آپ کے مبارک سینہ میں ڈالا گیا تھا، آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منظر اتم ہیں۔ اس سلسلہ عالیہ کی عظمت و جلالت اور اقرابت و محبوبیت کے لیے یہی ایک نسبت کافی ہے۔

مکتوبات شریف کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے غیبی خزانوں سے آپ کو بہت کچھ عطا فرمایا، مکتوبات شریف اسرار و معارف کا بحرِ زخار ہیں جس کا احاطہ ممکن نظر نہیں آتا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ معاشرے کے اس عظیم طبقے کے قافلہ سالار ہیں جس نے جہانِ نو کی خبر دی، جس نے اسلام کا بول بالا کیا، جس نے دلوں کو ملایا، جس نے اسلام کے لیے سب کچھ لٹایا، جو کچھ کہا، اللہ کیلئے کہا۔ جو کچھ کیا، اللہ کے لیے کیا، مخلوق سے کچھ نہ چاہا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مقدس شخصیت اس گروہِ احرار کی قائد و رہنما ہے، آپ کی شخصیت کے ارد گرد سب جمع نظر آ رہے ہیں۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات کہ پیرمغاں ہے مردِ خلیق

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۶۶ھ / ۱۷۶۲ء)، مسلک دیوبند

کے مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) مسک اہل حدیث کے نواب  
 صدیق حسن خان (م ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء) مسک بریلوی کے قائد مولانا احمد رضا  
 خاں بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) آپ کے خلیفہ مفتی ضیاء الدین مدنی (م ۱۴۰۱ھ  
 ۱۹۸۱ء)، جدید انشوروں کی محبوب شخصیت ڈاکٹر محمد اقبال (م ۱۳۵۴ھ / ۱۹۳۹ء)  
 الغرض حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی تعریف میں سب ہی رطب  
 اللسان نظر آتے ہیں۔

① حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو خراج

عقیدت پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ان کی جلالت شان یہاں تک پہنچی کہ ان کے متعلق بے کھٹکے کہا  
 جاسکتا ہے کہ ان سے محبت رکھنے والا مومن و منسحق ہے اور عداوت  
 رکھنے والا فاجر و شقی ہے۔<sup>۲۵</sup>

② مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں :

جس کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ میں اور آپ آج مسلمان تو کہلاتے  
 ہیں۔<sup>۲۵</sup>

③ نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :

اولیاء اللہ میں آپ کا مرتبہ ایسا ہے جیسے انبیاء میں الوالعزم  
 حضرات کا۔ آپ کا طریقہ کتاب و سنت کی اتباع پر  
 مبنی ہے۔<sup>۲۶</sup>

④ مولانا احمد رضا خاں بریلوی، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی

مونگیری کے نام ایک خط میں ان کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا  
 ایک اہم ارشاد یاد دلاتے ہوئے اس کو واجب الاطاعت قرار

دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :

بالفعل آپ جیسے صوفی صافی کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ

کا ایک ارشاد زیاد دلالتا ہوں اور اس عین ہدایت کے امتثال کی  
 اُمید رکھتا ہوں، حضرت مدوح اپنے مکتوبات شریفہ میں فرماتے ہیں:  
 ”فسادِ بتدع زیادہ تر از فسادِ صحبت صد کافرست“  
 (ترجمہ: بدعتی کا فتنہ سینکڑوں کافروں کی صحبت کے فتنے سے  
 بدتر ہے)

مولانا! خدارا انصاف، آپ یازید اور اراکین (ندوة العلماء) مصلحت  
 دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرت شیخ مجدد؟ مجھے ہرگز  
 آپ کی خوبیوں سے اُمید نہیں کہ اس ارشاد ہدایت بنیاد کو  
 معاذ اللہ باطل جائیے اور جب وہ حق ہے اور بے شک حق ہے  
 تو کیوں نہ مانیے؟<sup>۲۸</sup>

⑤ مدینہ منورہ کے عارف کامل اور فاضل جلیل مفتی ضیاء الدین مدنی (م ۱۳۰۱ھ  
 ۱۹۸۱ء) کے جدِ اعلیٰ علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (م ۱۰۶۶ھ ۱۶۵۶ء) نے  
 سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو مجدد الف ثانی، لکھ کر دوسرے  
 ہزارے کے لیے آپ کی مجددیت کا اعلان فرمایا۔ بقول شیخ محمد عارف  
 مدنی، مفتی ضیاء الدین مدنی، اپنے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر حضرت مجدد الف  
 ثانی علیہ الرحمہ کے لیے فرمایا کرتے تھے۔

”حضرت مجدد تو ہمارے سر کے تاج ہیں“

⑥ مشرق کے عظیم شاعر و فلسفی ڈاکٹر محمد اقبال تو حضرت مجدد الف ثانی علیہ  
 الرحمہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ اپنے مشہور ”تصور خودی“ کی بنیاد ہی حضرت  
 مجدد کے تصور ”وحدۃ الشہود“ پر رکھی<sup>۲۹</sup>۔ وہ حضرت مجدد کے فیض کی  
 اس طرح بھیک مانگ رہے ہیں۔

تین سو سال سے ہیں ہند کے میخانے بند  
 اب مناسب ہے کہ تیرا فیض ہو عام اے ساتی!<sup>۳۰</sup>



وہ ظلمت کدہ ہند میں بہتاب کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور حضرت مجدد کی چوکھٹ پر کھڑے عرض کر رہے ہیں۔

تو مری رات کو بہتاب سے محروم نہ رکھ  
ترے پیانے میں ہے ماہ تمام اے ساتی! تہ

آپ نے ملاحظہ فرمایا، سب ہی علماء اور دانشور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے گرد جمع ہیں اور ان کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ جن امور میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے اگر ہم حضرت مجدد کے ارشادات کی روشنی میں ان کا جائزہ لیں تو اختلاف سے اتحاد کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں کیونکہ آپ سب ہی کے محبوب ہیں۔ جموں کا اتحاد کوئی معنی نہیں رکھتا، اصل اتحاد فکر کا اتحاد ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہم کو اتحاد فکر کی دولت سے مالا مال فرمائے تاکہ ہم محبت و یگانگت کی فضا میں سانس لے سکیں اور بے چین رُوحوں کو چین کا پیغام دے سکیں۔

اب ہم حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے فارسی مکتوبات سے اختلافی مسائل کے بارے میں اقتباسات پیش کریں گے تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ باطل کیا ہے اور حق کیا ہے؟ اور صراطِ مستقیم تلاش کر لیا جائے۔

## عقیدہ

صحیح عقیدوں اور سچے خیالوں سے زمین دل پھلتی پھولتی ہے، عقائد صحیح نہ ہوں، خیالات پراگندہ ہوں تو زندگی بے کیف ہو کر رہ جاتی ہے، شباب کی مستی جب ختم ہوتی ہے انسان کھویا کھویا سا معلوم ہوتا ہے۔ زندگی عذاب بن جاتی ہے، مایوسیوں گھیر لیتی ہیں، جو مٹی سے بنا تھا وہ مٹی میں مل جاتا ہے۔ وہ گرد و غبار میں کھو جاتا ہے۔ یہ انجام بھی کوئی انجام ہے؟  
— یہ زندگی بھی کوئی زندگی ہے؟

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ عقائد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی آراء کے مطابق اپنے عقائد کو درست کریں<sup>۳۲</sup> کیوں کہ آخرت کی نجات انہیں بزرگواریوں کی بے خطا آراء اور اقوال کی تابعداری پر موقوف ہے۔<sup>۳۳</sup>

## خالق و مخلوق

○ \_\_\_\_\_ ذات باری تعالیٰ کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا تصور یہ ہے :

اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ خود موجود ہے اور تمام اشیاء اس تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہیں۔<sup>۳۴</sup>

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے بارے میں آپ نے جن خیالات کا اظہار فرمایا وہ عوام کے فہم سے بہت ہی بلند ہیں۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں :  
توحید سے مراد یہ ہے کہ قلب کو ماسوائے حق کی توجہ (سے) خلاصی حاصل ہو جائے۔ جب تک دل ماسوائے حق (غیر حق) کی گرفتاری میں پھنسا ہوا ہے، اگرچہ بہت ہی تھوڑا ہو، توحید والوں سے نہیں ہے۔<sup>۳۵</sup>

آگے چل کر فرماتے ہیں :

ہاں ایک کہنا اور ایک جاننا ایمان کی تصدیق کے لیے ضروری ہے اور اس سے چارہ نہیں۔<sup>۳۶</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک توحید کی حقیقت یہ ہے کہ موجد کے دل سے غیر اللہ کا خیال تک نکل جائے۔ (ہر وہ چیز غیر اللہ ہے جو

مسلمان کو اللہ سے غافل کر دے)۔ البتہ جو اللہ کو ایک کہتا اور مانتا ہے وہ بھی متوحد ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس کے خلاف ہیں کہ نقائص و عیوب کو اللہ سے نسبت دی جائے۔ آپ فرماتے ہیں :  
اور نقائص کی باتیں حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب قدس سے مسلوب ہیں اور حق تعالیٰ جو ابرہ، اجسام اور اعراض کی صفات و لوازم سے پاک و منزہ ہے۔ نیز زمان و مکاں اور جہت کی بھی حضرت حق تعالیٰ کی شان میں گنجائش نہیں ہے کیوں کہ سب چیزیں اسی کی مخلوق ہیں۔

بعض حضرات حق تعالیٰ کے لیے غیب کی اس بنا پر نفی کرتے ہیں کہ اُس سے تو کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس خیال کی تردید فرماتے ہوئے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :  
حق تعالیٰ اپنے کلام مجید میں علم غیب کے ساتھ اپنی تعریف فرماتا ہے اور اپنے آپ کو عالم الغیب فرمایا ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ سے علم غیب کی نفی کرنا نہایت ہی تبیح اور بُرا ہے اور فی الحقیقت حق سبحانہ و تعالیٰ کی (ایک گونہ) تکذیب ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کے قائل ہیں، وہ اس کے بھی قائل ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کا دیدار فرمایا اور ان حضرات کی تکذیب فرماتے ہیں جو اس بنا پر دیدار الہی کے قائل نہیں کہ یہ دُنیا میں رہتے ہوئے ممکن نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

شب معراج میں آل سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رویت (باری تعالیٰ) دُنیا میں واقع نہیں ہوئی بلکہ آخرت میں واقع ہوئی ہے کیوں کہ آل سرور

علیہ الصلوٰۃ والسلام اس رات جب مکان و زمان کے دائرے سے باہر پہنچ گئے اور تنگی مکان سے نکل گئے تو ازل وابد کو آن واحد پایا اور ابتداء و انتہا کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا، اہل بہشت کو جو ہزار ہا سال کے بعد بہشت میں جائیں گے، دیکھ لیا۔ ۱۲۹

## تعظیم و تکریم قرآن

○ ————— دورِ جدید میں بعض اسلامی ممالک میں جو بین الاقوامی سازشوں کی زد میں ہیں، قرآن کریم کی تعظیم و تکریم نہیں کی جاتی، نہ اس پر چولی چڑھائی جاتی ہے، نہ جزدان میں لپیٹا جاتا ہے بلکہ بے کھٹکے زمین پر رکھ دیا جاتا ہے جب کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے قرآن عظیم کی تکریم و تعظیم ثابت ہے جیسی تو تیرہ صدیوں تک مسلسل قرآن کریم کا احترام کیا گیا بلکہ اب بھی تمام ممالک میں کیا جاتا ہے۔ افسوس قرآن کریم کی تعظیم و تکریم جو کبھی اختلافی مسئلہ نہ تھا، دشمنانِ اسلام کی سازشوں نے اس کو بھی اختلافی مسئلہ بنا دیا۔ اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا موقف نہایت ہی معقول اور مدلل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

قرآن مجید خداوند جلّ سلطانہ کا کلام ہے جس کو حرف و آواز کے لباس میں ہمارے پیغمبر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا گیا ہے اور اس کے ذریعہ بندوں کو امر و نہی کا حکم دیا گیا ہے۔ جس طرح ہم اپنے کلامِ نفسی کو تالو اور زبان کے ذریعہ حرف و آواز کے لباس میں لا کر ظاہر کرتے ہیں اور اپنے پوشیدہ مقاصد و مطالب کا اظہار کرتے ہیں اسی طرح حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کلامِ نفسی کو تالو اور زبان کے واسطے کے بغیر محض اپنی قدرتِ کاملہ سے حرف و آواز کا لباس عطا فرمایا کہ اپنے بندوں کے لیے بھیجا ہے اور اپنے پوشیدہ اوامر و نواہی کو حرف و آواز کے ضمن میں

رہ کر ظاہر فرما دیا ہے۔ اس کلام کی دونوں قسمیں یعنی نفسی و لفظی حق بل و علا کا کلام ہیں اور ان دونوں قسموں پر کلام کا اطلاق کرنا حقیقت کے طور پر ہے جس طرح کہ ہمارے کلام کی دونوں قسمیں نفسی و لفظی حقیقت کے طور پر ہمارا کلام ہیں اور یہ کہ قسم اول حقیقت ہے اور قسم ثانی مجاز، کیوں کہ مجاز کی نفی جائز ہے اور کلام نفسی کی نفی کرنا اور اس کو کلام خدا نہ کہنا کفر ہے۔<sup>۱</sup>

## شرعیّت و طریقت

○ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات میں شرعیّت پر خاص زور دیا ہے اور اس خیال کو باطل قرار دیا ہے کہ شرعیّت و طریقت دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ آپ کے نزدیک شرعیّت، طریقت ہے اور طریقت شرعیّت ہے۔<sup>۲</sup> حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات میں اکبر بادشاہ اور جہاں گیر بادشاہ کے درباریوں، وزیروں اور عوام و خواص سب کو شرعیّت کی طرف متوجہ کیا اور اس کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ ہم مکتوبات سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو مسلمانوں کے لیے کتنا ضروری خیال فرماتے ہیں:

(۱) مستقیم الاحوال مشائخ شرعیّت و طریقت اور حقیقت کے

تمام مراتب میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت میں جانتے ہیں اور حق تعالیٰ کی وہ اطاعت جو آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی اطاعت) کی صورت میں نہ ہو اسے عین ضلالت و گمراہی خیال کرتے ہیں۔<sup>۲</sup>

انسان جب تک پر آگندہ تعلقات کے میل کچیل سے آلودہ ہے، (محبوب حقیقی) سے محروم و ہجور ہے۔ حقیقت جامع (دل) کے آئینے

کو غیر اللہ کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا ضروری ہے اور اس زنگ کو دُور کرنے کے لیے سب سے بہتر مصقلہ (زنگ دُور کرنے والی چیز) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن و بلند سنت کی پیروی کرنا ہے۔ اتباع سنت کا دار و مدار نفسانی عادتوں کے ہٹانے اور ظلماتی رسموں کے دُور کرنے پر ہے<sup>۳۳</sup>

(۲) محبوب رب العالمین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کے بغیر نجات ممکن نہیں۔<sup>۳۴</sup>

(۳) پس لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی ہمت کو احکام شرعیہ کی بجا آوری میں صرف کیا جائے اور اہل شریعت علماء و صلحاء کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہیے اور گمراہ اور اہل بدعت کو ذلیل و خوار رکھنا چاہیے۔<sup>۳۵</sup>

(۴) جو کچھ کل قیامت کے دن کام آئے گا حضرت صاحب شریعت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی متابعت ہے۔<sup>۳۶</sup>

(۵) آپ کی اُمت آپ ہی کی متابعت کی برکت سے خیر الامم قرار دی گئی اور ان میں سے اکثر اہل جنت میں سے ہیں اور کل بروز قیامت آپ ہی کی متابعت کی بدولت تمام اُمتوں سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے اور وہاں کی نعمتیں حاصل کریں گے۔<sup>۳۷</sup>

(۶) اگر ان دو باتوں میں استحکام ہو جائے تو پھر کوئی غم نہیں:

(۱) صاحب شریعت غرّاء و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام

کی متابعت۔

(ب) شیخ طریقت سے عقیدت و محبت۔<sup>۳۸</sup>

بعض اسلامی ممالک میں کلام لفظی کو کلام اللہ نہیں سمجھتے جو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک کلام اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے حضور باادب رکھے

آمین! حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآنی اوراق نکالتے تو چومتے اور سر پر رکھتے، نہ معلوم ہم کو کیا ہو گیا، ہم کہاں سے کہاں چلے گئے!

## سجدہ تنظیمی

○ \_\_\_\_\_ سجدہ تنظیمی کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا موقف بالکل واضح ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

بعض فقہانے اگرچہ بادشاہوں کے لیے سجدہ تہیہ جائز رکھا ہے۔ لیکن بادشاہوں کے لیے مناسب یہی ہے کہ اس امر میں حق سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کریں اور اس قسم کی ذلت و انکاری حق تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے پسند نہ کریں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک جہاں کو ان کے تابع اور محتاج بنایا ہے، اس نعمت کا شکر بجالائیں اور اس قسم کی تواضع کو جس سے کمال درجہ کا عجز و انکار ظاہر ہوتا ہے جناب قدس تعالیٰ کی بارگاہ کے ساتھ مستم رکھیں اور اس امر میں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں۔ اگرچہ بعض نے اس امر کو جائز رکھا ہے لیکن مناسب یہی ہے کہ ان کا حسن تواضع اس امر کو پسند نہ کرے۔<sup>۹</sup>

۱۰۲۸ھ / ۱۶۱۸ء میں جب جہاں گیر بادشاہ نے اپنے دربار میں بلایا تو آپ نے سجدہ تنظیمی سے انکار کر دیا جس کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتیں اٹھانیں مگر غیر اللہ کے آگے سر نہ جھکایا ہے

گردن نہ بھکی جس کی جہانگیر کے آگے  
جس کے نفس گرم سے گرمی احرار<sup>۱۰</sup> (اقبال)

## نور و بشر

○ \_\_\_\_\_ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک جگہ نور فرمایا اور دوسری جگہ 'بشر' کہلویا<sup>۵۲</sup>۔ انسان حیران ہے، کیا کہے کیا نہ کہے! یہی حیرانگی اختلاف کا سبب بنی۔ 'نور' کے 'بشر' ہونے کی اللہ نے یہ حکمت بیان فرمائی کہ بشر کو جب ہی انس پیدا ہوتا ہے جب اس کا ہادی و رہبر لباس بشری میں ہو، اسی لیے فرمایا۔

اگر نبی فرشتہ کر کے بھیجتے جب بھی اسے مرد (بشر) ہی بناتے اور ان پر وہ شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں<sup>۵۳</sup>۔

یعنی مشیت ایزدی یہی ہے کہ انسانوں کو جو بھی ہدایت کے لیے بھیجا جائے خواہ وہ نور ہی کیوں نہ ہو، انسان ہی کی شکل میں اور لباس بشری میں بھیجا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ چاہنے والے اور محبت کرنے والے محبوب کی حقیقت کی کھوج نہیں لگاتے، وہ تو اس کے حسن و جمال پر مر مٹتے ہیں، یہ محبت کی فطرت ہے۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ نظر یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین کی طرح لباس بشری میں الجھ کر نہ رہ جائے۔

اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا موقف بالکل واضح ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

جاننا چاہیے 'خلقِ محمدی' دوسرے تمام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں کوئی بھی فرد ان کی پیدائش کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق جل و علا کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :-

خلقت من نور اللہ<sup>۵۴</sup>

(میری پیدائش اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوئی ہے)

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :-

جن محبوبوں نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور



دوسرے لوگوں کی طرح خیال کیا وہ آپ کی ذات کے منکر ہو گئے۔  
جس طرح کفار نے انبیاء علیہم السلام کو دوسرے لوگوں کی طرح جانا  
اور کمالات نبوت کے منکر ہو گئے۔<sup>۵۵</sup>

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں :

عام لوگ ظاہری شرکت دیکھتے ہیں اور خواص بلکہ انھیں الخواص کو اپنے  
رنگ میں تصور کر کے انکار و اعتراف میں آجاتے ہیں اور محروم  
رہ جاتے ہیں۔<sup>۵۶</sup>

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

جن محروموں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہا  
اور دوسرے انسانوں کی طرح ان کو تصور کیا تو لازمی طور پر وہ (آپ  
کے) منکر ہو گئے اور جن سعادت مندوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام  
کو رسالت اور رحمت عالمیاں کے عنوان سے جانا اور باقی تمام  
لوگوں سے ممتاز دیکھا وہ ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے اور  
نجات پا گئے۔<sup>۵۷</sup>

## دُنیا اور آخرت کی زندگی

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے نیکو کار مسلمانوں کو اچھی زندگی  
کی بشارت دی۔<sup>۵۸</sup> شہیدوں کو حیات جاوید کی خوشخبری سنائی۔<sup>۵۹</sup> اپنے  
دوستوں اور محبوبوں کو دُنیا و آخرت کی خوشخبریاں سنائیں۔<sup>۶۰</sup> پھر انبیاء علیہم السلام  
کی زندگی کی کیا بات کی جائے اور امام الانبیاء تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حیاتِ طیبہ کی حقیقت تک کس کی رسائی ہو؟ حضرت مجدد الف ثانی علیہ  
الرحمہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:  
آپ نے سنا ہوگا الانبیاء یصلون فی القبور۔ انبیاء علیہم

السلام اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ ہمارے پیغمبر علیہ وعلی آلہ  
الصلوة والسلام شب معراج میں جب حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ  
والسلام کی قبر مبارک سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام)  
قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب  
غریب ہیں۔

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

اور آج کل چوں کہ میکے فرزند اعظم مرحوم (محمد صادق) کی وفات کی  
وجہ سے اس مقام (عالم برزخ) کی طرف توجہ اور نظر کرنے کا بہت  
اتفاق ہوتا ہے اس لیے نہایت ہی عجیب و غریب اسرار ظاہر ہوتے  
ہیں اگر ان کا تھوڑا سا حصہ بھی بیان کیا جائے تو فتنہ کا باعث ہو  
جائے گا۔

پھر فرماتے ہیں :

قبر بھی جنت کے باغوں میں ایک باغیچہ ہے، اگرچہ عقل کوتاہ اندیش  
ان باتوں کے تصور سے عاجز ہے لیکن وہ اور ہی آنکھ ہے جو ان  
عجائبات کا تماشادیکھتی ہے۔

## نور ہی نور

○ \_\_\_\_\_ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ تھا یا نہیں ؟

\_\_\_\_\_ اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ  
کا موقف یہ ہے :

چوں کہ آل سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود عالم ممکنات سے  
نہیں ہے بلکہ اس عالم کے فوق سے ہے تو لازمی طور پر آپ علیہ  
وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا سایہ نہ تھا، اور پھر یہ بھی ہے کہ عالم شہادت

میں کسی شخص کا سایہ اس شخص سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور آپ سے زیادہ عالم میں کوئی چیز لطیف ہی نہیں تو سایہ کی کیا گنجائش ہے؟ علیہ  
وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات <sup>ؑ</sup>

## عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

○ \_\_\_\_\_ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب بھی ہیں اور مطلوب بھی، اسی لیے آپ کی محبت کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے اور اطاعت کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ \_\_\_\_\_ پھر بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور تعظیم سے روکا جاتا ہے۔ \_\_\_\_\_ اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے، آپ فرماتے ہیں :-

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان کو اس دنیا میں کیا پاسکتے ہیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو اس جہاں میں کیا پہچان سکتے ہیں کیوں کہ اس دار ابتلا (دنیا) میں سچ، جھوٹ کے ساتھ اور حق، باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ \_\_\_\_\_ لیکن قیامت کے دن آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہو جائے گی جب کہ آپ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء والمرسلین من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ \_\_\_\_\_

## علم عطائی

○ \_\_\_\_\_ کیا ہم اور کیا ہمارا علم ہے؟ \_\_\_\_\_ کچھ بھی تو نہیں۔ \_\_\_\_\_ ہم تو ان کے علم کا اندازہ لگانے سے بھی قاصر ہیں جنہوں نے اُستادوں سے سیکھا اور کتابوں سے پڑھا ہے۔ \_\_\_\_\_ ان کے علم کی کیا بات کریں جن کو اللہ نے

اپنے کرم سے سکھایا اور پڑھایا ۛ۔۔۔ ان کے غلاموں کا حال یہ ہے کہ جب ہم ان کے علم کو دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔ انہیں غلاموں میں ایک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ آپ فرماتے ہیں :

حق جل سلطانہ کے انعامات سے کیا کیا تحریر کرے اور اس کا شکر یہ کس طرح ادا کرے ۛ۔۔۔ وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا رہتا ہے ان میں سے بیشتر حصہ تحریر ہوتا رہتا ہے اور سہراہل اور نااہل کے گوش گزار ہوتا رہتا ہے لیکن وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے اس کا ذرا سا حصہ بھی اظہار نہیں کیا جاسکتا بلکہ رمز و اشارے سے بھی ان دقائق کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔۔۔ یہ دولت جس کے پوشیدہ رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات بھی اس دولت میں شریک ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت کرنے والوں میں سے جس کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ بھی اس دولت میں شریک ہے۔۔۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم سیکھے ہیں، ان دو علموں میں سے ایک یہ ہے جو میں نے تمہارے درمیان پھیلا دیا اور بیان کیا اور دوسرا علم وہ ہے کہ اگر میں تم پر ظاہر کر دوں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے۔۔۔ اور علم، علم اسرار سے کہ شخص کا فہم وہاں تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔۔۔

مندرجہ بالا اقباس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولا تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اپنا خاص علم فرماتا ہے جس کا بار بار قرآن حکیم میں ذکر کیا گیا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ متابعت کے طفیل اس علم کا کچھ حصہ آپ کے غلاموں کو بھی ملتا ہے اور یہ بھی

معلوم ہوا کہ یہ وہ علوم ہیں جن تک عام فہم کی رسائی نہیں، جب ہم علم کے حوالے سے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں اور ان کے علوم و معارف کا انکار کرتے ہیں تو ہم طفل نادان معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

حدیث مبارکہ ”میری آنکھیں سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا“ اپنے اور اپنی امت کے احوال کے جاری ہونے سے غافل نہ ہونے کی خبر دیتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آل حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ’نیند‘ وضو کو توڑنے والی نہیں ہوتی اور چوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کی حفاظت کے بارے میں جانوروں کے محافظ کی طرح ہیں اس لیے غفلت آپ کے منصب نبوت کے مناسب نہیں ہے۔

یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں غفلت نام کی کوئی شے نہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو غافلوں کو ہوشیار کرے۔ جو خود غافل بے خبر ہو وہ دوسروں کو کیا ہوشیار کر سکتا ہے۔

## محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

○ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک روز قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے کہ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۴ سامنے آگئی جس میں اللہ رسول کے لیے مسلمانوں سے ایسی محبت کا مطالبہ کیا گیا ہے جس کے سامنے والدین، بھائیوں، بیویوں، رشتہ داروں، مال و دولت، مال تجارت، شاندار و دل پسند مکانوں کی محبت بیچ نظر آئے۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں :- اس آیت کریمہ کو پڑھتے ہی بہت گریہ طاری ہوا اور خوف غالب آگیا

اس اثناء میں اپنے حال کا جائزہ لیا تو میں نے اندازہ لگایا کہ  
میں ان چیزوں میں سے کسی چیز میں گرفتار نہیں ہوں۔<sup>۶۹</sup>  
محبت صادق، دیوانگی و جنوں چاہتی ہے۔

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے مکتوبات میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

لن یؤمن احدکم حتی یقال له انتہ مجنون

(تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان دار نہ ہوگا جب تک

اس کو دیوانہ نہ کہا جائے)۔<sup>۷۰</sup>

حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کا محبوب بنا دیتی  
ہے۔<sup>۷۱</sup> حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ نفس نکتہ  
بیان فرماتے ہیں:

یہ بات (شرعی اور عقلی طور پر) طے شدہ اور ثابت ہے کہ جس چیز

میں محبوب کے اخلاق و عادات پائے جائیں، محبوب کے تابع ہونے

کی وجہ سے وہ چیز بھی محبوب ہو جاتی ہے اور آیت کریمہ فَاتَّبِعُونِي

يُحِبُّبِكُمْ اللهُ۔<sup>۷۲</sup> (یعنی تم میری پیروی کرنے لگو تاکہ اللہ تم سے محبت

کرنے لگے) میں اس رمز کا بیان ہے۔ پس ہر عقلمند اور سمجھ دار پر

واجب ہے کہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا کامل طریقہ پر اتباع کرے۔<sup>۷۳</sup>

ہمیں کامل اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ اعمال و اقوال، احوال و اذواق

میں اتباع۔ محبت و نفرت میں اتباع یعنی جس سے آپ محبت کریں اس سے

ہم محبت کریں، جس سے آپ نفرت کریں اس سے ہم نفرت کریں۔ محبت و نفرت

کے جذبات کا صحیح استعمال یہی ہے۔

## میلاد شریف

○ \_\_\_\_\_ حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر پاک کی محفل پہلے اللہ نے  
سجائی ۲۴ \_\_\_\_\_ پھر انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی اُمتوں میں سجائی، آخر میں حضرت  
عیسیٰ علیہ السلام نے محفل سجائی ۲۵ \_\_\_\_\_ پھر خود حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام  
رضی اللہ عنہم نے سجائی \_\_\_\_\_ پھر اس سنتِ الہی اور سنتِ انبیاء پر عمل کرتے  
ہوئے صلحاء اُمت نے محفلیں سجائیں \_\_\_\_\_ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ  
اسی محافل کے انعقاد کی اجازت دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

مجلس میلاد شریف اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی  
جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف اور منقبت کے  
قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے ؟ ۲۶ \_\_\_\_\_

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :

ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن حکیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے  
اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت اور  
پابندی کی جائے، تا لیاں سجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ  
کلمات قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط  
موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں  
کوئی ممانعت نہیں ۲۷ \_\_\_\_\_

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ تو اس روزِ حین منانے کے قابل ہیں جس روز  
خواب میں حضور النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل ہو جائے۔  
ایک روز آپ کو خواب میں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت  
حاصل ہوئی، آپ نے سند اجازت مرحمت فرمائی، مقام شفاعت سے ہتھ  
بھی عطا فرمایا، آپ محرم فرزندوں کی طرح حرم شریف میں داخل ہوئے۔ اس

خوشی میں آپ نے جہاں گیر بادشاہ کے لشکر سے اہل خانہ کو تحریر فرمایا :  
اس نعمت کے شکریہ میں ہم نے حکم دیا ہے کہ قسم قسم کے کھانے (پکا کر)  
آل سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کو ہدیہ کریں اور خوشی  
کی مجلس قائم کریں۔<sup>۱۷۹</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بعض مکاتیب میں مولود خوانی کو منع بھی فرمایا  
ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے جو آپ نے مندرجہ بالا مکتوب میں بیان فرمائی،  
دوسری وجہ یہ ہے کہ عارفِ کامل اپنے مرید کا طبیبِ روحانی ہوتا ہے اور طبیبِ  
مرضی کو اس کی صحت کی بقا کے لیے بعض لذیذ و نفیس ماکولات و مشروبات پر  
پابندی لگا دیتا ہے اور کوئی اعتراض نہیں کرتا، یہ پابندی عارضی ہوتی ہے جسمانی  
صحت کے بعد اجازت دے دی جاتی ہے، اسی طرح روحانی مریضوں کا حال  
ہے، ان کی روحانی صحت کے لیے ایک وقت متعین تک بعض جائز اعمال سے  
روکا جاتا ہے، روحانی صحت کے بعد اجازت دے دی جاتی ہے۔

## شفاعت

○ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نہ صرف حضور انور صلی اللہ  
علیہ وسلم کی شفاعت بلکہ ابرار کی شفاعت کے بھی قائل ہیں، خود آپ کو بھی حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کرم سے شفاعت میں حصہ عطا فرمایا<sup>۱۸۰</sup>۔ ایک مکتوب  
میں تحریر فرماتے ہیں :

اور اس قیامت کے روز بدوں کے حق میں نیک لوگوں کا حضرت  
رحمان جل سلطانہ کی اجازت سے شفاعت کرنا حق ہے۔ پیغمبر علیہ  
وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا شفاعتی لاهل الکباثر من امتی  
(میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے  
ہے)۔<sup>۱۸۱</sup>



## محبت اہل بیت و صحابہ

○ اہل بیت اطہار، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تابع ہے، جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی اُس کو ہر اس شخص اور ہر اس شے سے محبت ہوگی جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتی ہو۔ یہ محبت کی فطرت ہے کہ محبت کرنے والا محبوب کے دوستوں اور محبوب کی ہر شے سے محبت کرتا ہے اس لیے جو تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرتا ہے وہ یقیناً اہل بیت ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں:

فاطمہ مسی کے گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، پس جس کسی نے بھی اس کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔<sup>۸۲</sup>

اور حضرت علی کرم وجہ الکریم کے لیے یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نقل فرماتے ہیں:

جس نے علی سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے نفض رکھا اُس نے مجھ سے نفض رکھا اور جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اُس نے حق تعالیٰ کو ناراض کیا۔<sup>۸۳</sup>

اور حسین کرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے یہ حدیث نقل فرمائی،

یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت رکھے۔<sup>۸۴</sup>

ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں شامل ہیں بلکہ عرف عام میں بیوی بچوں سے مراد اہل بیت ہی ہوتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا :  
 اے میری بیٹی! کیا اُس کو محبوب نہیں رکھتی جس سے میں محبت کرتا  
 ہوں ؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا :  
 جی ہاں !

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
 تو بھی اس سے محبت رکھ۔ ۵۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے  
 یہ حدیث پاک نقل فرمائی :

جس نے ان اصحاب سے محبت کی اُس نے میری محبت کی وجہ  
 سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بُغض رکھا اُس نے  
 میرے ساتھ بُغض کی وجہ سے ان سے بُغض رکھا۔ ۵۶

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اہل بیت و صحابہ کرام سے متعلق یہ حدیث شریف  
 بھی نقل فرماتے ہیں :

تم میں سے پُل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس کو  
 میرے اہل بیت اور میرے اصحاب کے ساتھ محبت ہوگی۔ ۵۷  
 بعض لوگوں کا اہل بیت کی طرف زیادہ جھکاؤ ہے اور بعض کا اصحاب کرام کی  
 طرف، اس حد تک کہ اگر کوئی اہل بیت سے محبت کرتا ہے تو اس کو شیعہ  
 سمجھنے لگتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اس خیال خام کی تردید فرماتے  
 ہوئے کہتے ہیں :

وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت  
 کا محب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا  
 ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ

اصحاب ثلاثہ (حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) کی شان میں تبراً (لعن طعن) کرنا شیعیت ہے اور صحابہ کرام سے ہزاری قابل مذمت و ملامت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن وانس گواہ رہیں میں شیعہ ہوں۔<sup>۸۸</sup>

آگے چل کر فرماتے ہیں :

اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں کے نزدیک جزو ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے۔<sup>۸۹</sup>

سچی بات یہ ہے کہ اہل بیت، ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ثمر ہے جس کو آپ سے محبت ہوگی یقیناً اس کو ان سب سے محبت ہوگی۔ جو تقسیم ہوا وہ محروم ہوا۔

## تفضیل شیخین

○ \_\_\_\_\_ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا آخری دور، دورِ جہانگیری تھا، جہاں گیر بادشاہ کی ملکہ نور جہاں کا تعلق شیعہ فرقے سے تھا، اس کا باپ دیوان گل تھا اور بھائی آصف جاہ وکیل مطلق تھا۔ ان کے اختیار و اقتدار کی وجہ سے یہ خیال پھیلنے لگا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں حالانکہ ان کی فضیلت حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی اس خیال کی اصلاح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

اور حضرات خلفاء اربعہ کی فضیلت ان کی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے کیوں کہ اہل حق کا اجماع اس پر ہے کہ پیغمبروں کے بعد افضل حضرت

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ —  
 حضرت امیر (علی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

ابو بکر و عمر دونوں اس اُمت میں سب سے افضل ہیں، جو کوئی مجھ کو ان  
 دونوں پر فضیلت دے وہ مفتری ہے اور میں اُس کو اتنے کوڑے سے  
 لگاؤں گا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں۔<sup>۹۱</sup> (ترمذی شریف)

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک حضرت صدیق اکبر  
 رضی اللہ عنہ اُمت محمدیہ میں سب سے افضل ہیں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
 عنہ کو فضیلت ہے۔

## محبت و صحبت اولیاء

○ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے آغاز میں ہی صحابہ کا ذکر فرمایا  
 ہے، پھر اپنے دوستوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بلند درجات، مقامات و  
 کمالات کا ذکر بھی فرمایا ہے،<sup>۹۲</sup> ذکر کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان کو یاد رکھا جائے، ان  
 سے محبت کی جائے، اُن کی پیروی کی جائے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ  
 خود ایک عارف کامل تھے اور اس کا ادراک رکھتے تھے کہ اولیاء کا ملین کی صحبت  
 اللہ کی عظیم نعمت ہے۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں :

اس گروہ (اولیاء اللہ) کی صحبت جو ان کی معرفت پر مترتب ہوتی  
 ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے، دیکھئے کس صاحب  
 نصیب کو اس نعمت سے مشرف فرماتے ہیں۔<sup>۹۳</sup>

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :

ان کی صحبت کی برکتیں کیا بیان کی جائیں، یہ کتنی بڑی سعادت ہے  
 کہ حق تعالیٰ عزوجل کے دوست کسی شخص کو قبول کر لیں چہ جائیکہ اس  
 کو محبت و قرب سے ممتاز فرمائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین کبھی

بد نصیب نہیں ہوتا۔ غرضیکہ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور آدابِ  
صحبت کو مد نظر رکھیں تاکہ تاثیر پیدا ہو۔<sup>۹۴</sup>

تیسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

اور اپنے پیر کامل کی طرف، جو اس دولت (جمعیت قلب) کے حاصل  
کرنے کا وسیلہ ہے، پوری توجہ کریں اور حضور و غیبت میں اس دولت  
عظمیٰ کے وسیلوں (پیروں) کے آداب کی رعایت کو اچھی طرح مد نظر  
رکھیں۔<sup>۹۵</sup>

آپ کے ایک دوست نے حکومت میں کوئی اہم عہدہ قبول کر لیا تو اس کے نام  
ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

فہراء کے آستانوں کی خاک روپی، دولت مندوں کے ہاں کی نشہ منی  
سے بہتر ہے۔ آج اگر یہ بات آپ کو معقول معلوم ہو یا نہ ہو، آخر کار  
معقول معلوم ہو جائے گی مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا۔<sup>۹۶</sup>

اس میں شک نہیں کہ مُرشدِ کامل کی صحبت اللہ کی عظیم نعمت ہے، یہ راز ان کے  
دامن سے وابستہ ہو کر ہی معلوم ہوتا ہے۔ کوئی تو بات تھی جو ہالیوں بادشاہ،  
شاہِ محمد غوث گوالیاری کے دامن سے وابستہ ہوا۔ شاہ جہاں بادشاہ حضرت میاں میر  
علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ ہوا۔ اورنگ زیب عالم گیر، حضرت خواجہ محمد معصوم  
علیہ الرحمہ کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ ڈاکٹر اقبال نے حضرت مجدد الف ثانی  
علیہ الرحمہ کی قبر انور سے فیض پایا اور دنیا میں اسلامی انقلاب کے داعی بنے  
اہل اللہ کی صحبت سے انکار کرنا حقیقت میں زندگی سے انکار کرنا  
ہے، جس نے کاملین کی محبت و صحبت کا مزہ چکھا ہی نہیں وہ معذور ہے اور  
ایک عظیم حقیقت سے بے خبر ہے۔

## تصرفات انبیاء و اولیاء

○ ————— یہ سادہ سی بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ مختار کے جتنے قریب ہوگا، اختیار بڑھتا جائے گا۔ قادر کے جتنے قریب ہوگا، قدرت بڑھتی جائے گی۔ قوی کے جتنے قریب ہوگا، قوت بڑھتی جائے گی۔ یہ مناظر دنیا میں ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم اللہ کے محبوب اور پیارے ہیں اس لیے حسب درجات و مقامات اس تعالیٰ کے کرم سے اپنی قوت، قدرت، اختیار و تصرفات کو بڑے کار لاتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں اپنے مشاہدات کا ذکر فرماتے ہیں جو نہایت ہی حیرت ناک ہیں۔ آپ فرماتے ہیں :

مدت ہوئی بعض اجاب حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے۔ چوں کہ فقیر کو ان کے احوال پر پوری طرح اطلاع نہیں دی گئی تھی اس لیے جواب میں توقف کر رہا تھا۔ اتفاقاً آج صبح کے حلقے میں دیکھا کہ حضرت ایاس اور حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیمات روحانیوں کی صورت میں تشریف فرما ہیں اور روحانی ملاقات میں حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہماری ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ عالم اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر وہ کام انجام دیں جو عالم اجسام سے وقوع میں آتے ہیں۔<sup>۱۹</sup>

اور اولیاء اللہ کے تصرفات کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں، آپ نے دریافت کیا تھا ”صاحب تصرف پیر کسی مستعد مرید کو اپنے تصرف سے اس کی قابلیت سے زیادہ بلند مرتبے پر پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟“ ہاں پہنچا سکتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب

ہوں نہ کہ ان مراتب پر جو اس کی استعداد کے مناسب نہ ہوں۔<sup>۹۸</sup>  
 خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک انبیاء عظیم السلام اور  
 حضرات اہل اللہ رحمہم اللہ تصرفات فرماتے ہیں۔ ان کے لیے یہ عقیدہ رکھنا کہ مرکر  
 مٹی میں مل گئے، درست نہیں۔

## وسیلہ انبیاء و اولیاء

○ وسیلہ کے بغیر انسان ایک قدم آگے نہیں بڑھ سکتا۔  
 کھانے کمانے، چلنے پھرنے، لکھنے پڑھنے، سب ہی کے لیے وسیلے کی ضرورت  
 ہے۔ دور جدید تو دوسیلوں کا دور ہے، ان وسیلوں سے ہم دور دراز کا سفر  
 کر سکتے ہیں، میلوں فاصلوں سے باتیں کر سکتے ہیں اور بجز و فراق میں وصل و ملاقات  
 کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ وسیلوں کو ترک کر دیں تو سفر زندگی یکایک رک جائے  
 اللہ نے اپنے کرم سے وسیلوں کو پیدا کیا، ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے، وہ  
 اپنے کرم سے بغیر وسیلے ہی اپنے انعام و اکرام سے نواز سکتا ہے پھر بھی فرمایا  
 وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ<sup>۹۹</sup> اور اس  
 کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔  
 ہاں اس تک رسائی کے لیے وسیلے تلاش کرو، نیک اعمال کا وسیلہ، نیک لوگوں  
 کا وسیلہ کہ جب نیک عمل وسیلہ بن سکتا ہے اور عمل کرنے والا تو بدرجہ اولیٰ وسیلہ  
 بن سکتا ہے کیوں کہ عمل اس کا تابع ہے، وہ عمل کا تابع نہیں۔ وسیلہ اسلئے  
 اختیار کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے کئی مقامات پر  
 وسیلہ کا ذکر فرمایا، اللہ کے محبوبوں کا وسیلہ۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں،  
 آپ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے کے بغیر کسی کو مطلوب  
 تک وصول محال ہے۔  
 گورنر پنجاب قلیج خان کے بیٹے قلیج اللہ کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

بہر حال اس گروہ (اہل اللہ) کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور ان لوگوں کے ساتھ التجا و عاجزی اپنا شعار بنائیں اور منتظر رہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ان لوگوں کی محبت کے وسیلے سے اپنی محبت سے مشرف فرمائے اور پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے اور ان جنجالوں (غیر شرعی ذہنی تعلقات) سے بالکل آزاد کر دے۔<sup>۱۲۷</sup>

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

اور جو روشن شریعت میں مضبوط قدم رکھتے ہیں اور عالم حقیقت کو اچھی طرح پہچانتے ہیں ان سے دُعا طلب کرنی چاہیے اور مدد لینی چاہیے تاکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی عنایت ان کے دریکے سے ظاہر ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف پوری طرح جذب کر لے اور مخالفت کی اس میں کوئی گنجائش نہ رہے۔<sup>۱۲۸</sup>

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

اور اسی طرح ضرورت مند لوگ زندہ اور مردہ عزیزوں (بزرگوں) سے خوف و ہلاکت کے وقت مدد طلب کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان عزیزوں کی صورتیں حاضر ہو گئی ہیں اور ان کی مصیبت کو دُور کر دیا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس عزیز کو اس مصیبت کے دُور کرنے کی اطلاع ہو جاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔<sup>۱۲۹</sup>

آگے چل کر فرماتے ہیں :

اور اسی طرح سے مُرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے استفادہ کرتے ہیں اور وہ مشکلات کو حل کرتے ہیں۔<sup>۱۳۰</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ان لوگوں کو جو ایسی باتوں میں شک یا بحث کرتے ہیں مخاطب ہو کر فرماتے ہیں :

اہل اللہ پر خصوصاً جب کہ پیری و مریدی کا نام درمیان میں ہو (یعنی



جب کہ وہ پیر و مرشد بھی ہو، اور فائدہ حاصل کرنے کا راستہ کھلا  
 ہوا ہو، اعتراض نہیں کرنا چاہیے اور اس کو زہرِ قاتل سمجھنا چاہیے علیہ السلام  
 جب غلاموں کو وسیلہ و واسطہ بنایا جاسکتا ہے تو انبیاء، علیہم السلام بالخصوص تاجدار  
 دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ و واسطہ کیوں نہیں بنایا جاسکتا  
 جس کی تائید و تصدیق قرآن سے بھی ہوتی ہے۔ علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ  
 فرماتے ہیں :

انبیاء، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں اس درجہ تک پہنچے  
 مگر امت نبی کے واسطے سے پہنچتی ہے تو وہ پیغمبر درمیان میں حائل  
 ہوتا ہے علیہ السلام

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فرض کا اپنا ثواب ہے مگر اگر  
 کوئی اس نیت سے فرض ادا کرے کہ یہ صدقہ ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ  
 علیہ وسلم کا تو مزید برکتوں سے بھی سرفراز ہو۔ آپ فرماتے ہیں :  
 کوئی شخص فرائض میں کسی فرض کو ادا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ  
 متابعت کی نیت بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس فرض کو ہمارے نبی  
 نے ادا کیا ہے اس لیے ہم بھی ادا کرتے ہیں تو اس صورت میں امید  
 ہے کہ وہ ادائے فرض کے ثواب کے علاوہ متابعت کا ثواب علیحدہ  
 پائے اور اس نبی کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے سے مزید برکات سے  
 بھی مستفید ہو علیہ السلام

ہم اس خیال میں اُبھے ہوئے ہیں کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آنا  
 کیسا ہے اور ایسی ایسی باتیں کرتے ہیں جس کو کوئی زبان نقل نہیں کر سکتی اور کوئی  
 قلم لکھ نہیں سکتا مگر حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ادائے فرض  
 میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال لے جانے والا اور اس نیت سے  
 نماز پڑھنے والا کہ یہ نماز تو پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو پڑھ کر

دکھائی، یہ فرض نماز سنت سے گزر کر فرض ہوئی تو یقیناً متابعت کے ثواب اور مزید برکات سے ضرور مستفید ہوگا۔

## مَحَافِلِ عُرْسِ

○ ————— عالمِ اسلام میں چند صدیوں سے یہ رواج ہو گیا ہے کہ بزرگانِ دین کے ایام وصال پر ان کی یاد میں محفل منعقد کی جاتی ہے جس میں قرآنِ کریم پڑھا جاتا ہے، کلمہ طیبہ اور درودِ پاک کا ورد ہوتا ہے، نعت و منقبت بھی پڑھی جاتی ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بھی ہوتا ہے۔ ایسی محافل کو 'عُرس' کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ کے محبوبوں کی یاد میں محفلیں سجانے کا تو قرآنِ کریم میں بھی حکم ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا وَذَكَرْهُمْ يَا أُمَّةَ اللَّهِ ۗ نَحْمَدُكَ اللَّهُ تَعَالَى اور اس کے فرشتے محبوبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر جو کچھ عرس میں ہوتا ہے قرآن و حدیث میں اس کی تائید تو ہے ممانعت نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد خواجہ محمد باقی باللہ علیہ الرحمہ کا دہلی میں عرس ہوتا تھا اور آپ اس میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس کے زمانے میں دہلی پہنچ کر یہ خیال تھا کہ آپ کی عالی خدمت میں بھی حاضر ہوں کہ اس اثناء میں روانگی کی خبر پھیل گئی، مجبوراً توقف کر کے چند نامر لوط کلموں سے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔ اللہ

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد آپ کے صاحب زادے اور اورنگ زیب عالم گیر علیہ الرحمہ کے مرشد کریم حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمہ بھی اپنے والد ماجد کا عرس کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: چند روز سے اس مسکین کے درد میں آرام ہے چنانچہ ڈولی میں بیٹھ کر

چند گھڑیوں کے لیے اپنے پیر و شگیر (حضرت مجدد علیہ الرحمہ) قدس سرہ  
کی مجلس غُرس میں حاضر ہوا۔ ﷻ

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ خود عرس میں  
شریک ہوتے تھے اور سرہند میں آپ کے صاحب زادگان آپ کا عرس کرتے اور  
خود شرکت فرماتے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ غُرس کے خلاف نہ تھے بلکہ ان  
امور کے خلاف تھے جو اس میں خلاف شرع شامل کر لیے جاتے ہیں، سو یہ عرس کے  
ساتھ کیا خاص ہے۔ ہر ایسی محفل کی مخالفت کی جائے گی جس میں خلاف شرع امور  
کا ارتکاب ہو رہا ہو۔ بعض بے کھٹکے آلات موسیقی کی اجازت دیتے ہیں اور عرس میں  
مزامیر کے ساتھ قوالیاں کراتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ  
الرحمہ کا موقف یہ ہے :

سرود و غنا کی حرمت میں آیات و احادیث اور روایات فقہیہ اس  
کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی  
شخص منسوخ حدیث یا روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش  
کرے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ کسی فقہیہ نے کسی زمانے  
میں بھی سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ ﷻ

## چادر پوشی

○ کسی چیز کو کپڑے سے ڈھکنا اس کی تکریم کی نشانی ہے  
حضرت انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ پر غالباً بردیمانی کا غلاف چڑھایا  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قبر انور کو چادر سے ڈھکا۔ قرآن کریم پر  
کپڑے کی چولی چڑھائی جاتی ہے اور کپڑے کا جزدان بنا کر اس میں رکھا جاتا  
ہے۔ عورت و مرد کا کپڑے پہننا اور عورتوں کا چادر سے بدن کو ڈھانکنا، یہ  
سب انسانی وجود کی تکریم کی نشانیاں ہیں۔ اور تو اور بستروں پر نفس چادریں

اور فرش پر سفید چاندنیاں، گھر والوں یا آنے والوں کے اعزاز و اکرام کی نشانیاں ہیں، اس پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ ماکولات یا مشروبات میں نحفے تحائف آتے ہیں تو خوان پوش ڈھکے ہوتے ہیں۔ الغرض کسی شے کو کپڑے سے ڈھکنا اس کی تکریم کی نشانی ہے، غالباً اس لیے بعض محتاط علماء نے بلا ضرورت بزرگوں کی قبر پر صرف ایک چادر ڈالنے کی اجازت دی ہے، پرانی ہو جائے تو دوسری چادر۔

۱۰۲۹ھ سے ۱۰۳۳ھ تک حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ جہاں گیر بادشاہ کی خواہش پر اس کے ہمراہ رہے، اسی زمانے میں آپ نے اجمیر شریف میں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دی، مزار مبارک پر مراقب تھے کہ اس دوران مزار مبارک کی چادر بدلی گئی، جب مراقبے سے فارغ ہوئے تو یہ چادر خادموں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دی، آپ نے سرد آہ کھینچی اور فرمایا:

لبا سے ازیں نزدیک بہ حضرت خواجہ نہ بود  
لاجرم آل را ہما لطف نمودند۔ برائے تکفین  
نگاہ داشتہ باش ﷺ

ترجمہ: اس لباس سے قریب حضرت خواجہ کے قریب کوئی لباس نہ تھا، لامحالہ وہی عطا فرما دیا، ہماری تکفین کے لیے یہ محفوظ رکھا جائے۔

اس واقعہ سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف پر چادر ڈالی جاتی تھی، دوسری بات یہ کہ چادر بدلی جاتی تھی، تیسری بات یہ کہ چادر محل و ریشم اور زردوزی کی نہ تھی، سیدھی سادی تھی، چوتھی بات یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اس کو بخوشی قبول فرمایا بلکہ تبرک سمجھ کر اپنے کفن کے لیے محفوظ کرایا، اگر آپ کے نزدیک چادر کا

چڑھانا ناجائز ہوتا تو ہرگز قبول نہ فرماتے۔ تبرکات کی تصدیق تو خود قرآن کریم سے ہوتی ہے، تابوت سیکینہ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے، حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تبرکات سے معمور تھا اور اس کو فرشتے اٹھا کر لائے، تبرکات نے اس کو اور مقدس کر دیا۔

## ایصالِ ثواب

○ مرنے کے بعد انسان کی اپنی کمائی کا سلسلہ بند جاتا ہے، ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق دوسروں کی نیک کمائی سے مرنے والوں کو ضرور فائدہ پہنچتا ہے، اسی لیے بزرگوں نے ایصالِ ثواب کا طریقہ اپنایا ہے، اس کو روکنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی مجبور و معذور انسان کی مدد سے رشکے اور یہ سراسر ظلم ہے۔ خواص اور انھیں الخواص کی بات الگ ہے عام مرنے والے مسلمان اپنے عزیزوں کے اعمال خیر کے انتظار میں رہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ وہ مردہ اپنے والد، والدہ، بھائی یا دوست کی طرف سے ہر وقت دُعا کا منتظر رہتا ہے، جب قبر میں کسی کی دُعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دُنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔<sup>۱۹</sup>

بہت سی احادیث مبارکہ سے ایصالِ ثواب کی تائید ہوتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ کچھم خود ملاحظہ فرماتے ہیں کہ ایصالِ ثواب سے مرحومین مستفیض ہو رہے ہیں، حضرت مجدد علیہ الرحمہ خود بھی کھانا پکا کر ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے اور فاتحہ مروجہ بھی دیا کرتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

آپ نے جو نیاز درویشوں کے لیے روانہ کی تھی وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کے لیے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی ہے۔<sup>۱۲۱</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ وہ پابندی سے ایصالِ ثواب کے لیے اہل بیت اطہار کے لیے کھانا وغیرہ مخصوص فرما کر فاتحہ دیتے اور ثواب ہدیہ کرتے پھر جب دوسری بار حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ نے فرمایا:

میں عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی کو مسیّر لیے طعام بھیجنا ہو وہ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیج دے۔<sup>۱۲۲</sup>

چنانچہ آپ اہل بیت کیساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی شریک کرنے لگے، آپ فرماتے ہیں: فقیر اس طعام میں حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو شریک نہ کرتا تھا، بعد ازاں حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ تمام ازواجِ مطہرات کو جو تمام اہل بیت میں شریک ہیں، شریک کر لیا کرتا تھا اور تمام اہل بیت کو وسیلہ بناتا تھا۔<sup>۱۲۳</sup>

ہمارے معاشرے میں بھی ایصالِ ثواب کا رواج ہے، اس کے لیے قرآن خوانی ہوتی ہے، کلمہ ظنیبہ اور درود شریف کا ورد ہوتا ہے اور مرحوم کے لیے جانور ذبح کر کے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے،<sup>۱۲۴</sup> بعض ایسے ذبیحہ کے گوشت کو محض اس لیے حرام کہتے ہیں کہ وہ کسی کے نام کیا جاتا گو ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو قرآن کریم میں ایسے گوشت کی حلت کے لیے واضح حکم موجود ہے اور منع کرنے والوں کو حد سے گزر جانے والے قرار دیا گیا ہے۔ ہم قرآن حکیم کو چھوڑ کر اپنے دل سے فیصلہ کر لیتے ہیں۔۔۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُونَ مِمَّا دُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ، وَقَدْ فَضَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا

لِيُضَلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ  
بِالْمُعْتَدِينَ ۝<sup>۲۵</sup>

ترجمہ: اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا، وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا، مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو اور بے شک بہتیرے اپنی خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بے جانے۔ بے شک تیرا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

بہر حال ایصالِ ثواب اور فاتحہ مرۃ جب حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک جائز ہے اور وہ خود اس پر عامل رہے ہیں۔

## بدعات

○ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سنت پر جتنا زور دیتے ہیں اتنا ہی بدعات سے پرہیز کی ہدایت کرتے ہیں، یہ ہدایت کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک طبیب عاذق مباح چیزوں سے مریض کو پرہیز بتاتا ہے۔ بدعت کے بارے آپ کا موقف نہایت حکیمانہ اور مدبرانہ ہے۔ اس موقف کو سمجھنے کے لیے تاریخی پس منظر کو ضرور سامنے رکھنا چاہیے جب کہ اکبر بادشاہ نے حکماً اسلامی شعائر پر پابندی لگا دی تھی، کفار و مشرکین اور عقلیت پرستوں کا غلبہ ہو گیا تھا، ایسے ماحول میں حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اجیاء سنت کی تحریک چلائی اور مرہ سنتوں کو زندہ کیا، بے شک ایک سنت ہزار مستحبات و مباحات پر بھاری ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

پس سب سے بڑی نیکی شریعت کے رواج دینے اور اس کے حکموں میں سے کسی حکم کو زندہ کرنے میں کوشش کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانے میں جب کہ اسلامی شعائر (نشانیوں) بالکل مٹ گئے ہوں۔<sup>۲۶</sup>





مگر اس وقت جب کہ اسلام ضعیف ہے، بدعتوں کی ظلمتوں کو برداشت کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے، اس وقت متقدمین اور متاخرین کا فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ ہر وقت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اس وقت پورا عالم بدعت کی کثرت کی وجہ سے بحرِ ظلمات کی طرح نظر آ رہا ہے اور سنت کا نور اپنی غرابت و قلت کے باعث اس بحرِ ظلمات میں کرم ہائے شب افروز (جگنو) کی طرح محسوس ہو رہا ہے۔<sup>۲۹</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ بدعاتِ حسنہ کے تو قائل ہیں مگر ایسی بدعات کو حسنہ قرار نہیں دیتے جو سنت میں کمی بیشی کر کے ایجاد کی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا موقف یہ ہے :

جاننا چاہیے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء و مشائخ نے اچھا سمجھا ہے جب ان کو اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کی رافع کرنے والی ہیں یہی حال تمام مبتدعات اور محدثات کا ہے کیوں کہ وہ سنت پر زیادتی ہے، خواہ کسی طرح کی ہو اور زیادتی نسخ ہے اور نسخ رافع (سنت) ہے۔<sup>۳۰</sup>

غالباً ایسی بدعات کے لیے حدیث میں آیا ہے :

جب کوئی قوم بدعت جاری کرتی ہے تو اس سے اس جیسی ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔<sup>۳۱</sup> (رواہ احمد)

دوسری حدیث میں ہے :

کوئی قوم اپنے دین میں بدعت جاری نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اس جیسی ایک سنت ان میں اٹھالیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس سنت کو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا۔<sup>۳۲</sup>

جہاں تک ان بدعات کا تعلق ہے جو سنت میں کمی بیشی کر کے ایجاد نہیں کی گئیں

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ان کی تائید فرماتے ہوئے یہ حدیث پیش کرتے ہیں :

جس نے کسی اچھی سنت کو جاری کیا تو اس کے لیے اس کے جاری کرنے کا اجر ہے اور جس نے اس پر عمل کیا اس کا اجر بھی اس کے لیے ہے۔<sup>۱۳۳</sup>

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں :

اس طرح ہر وہ نیک کام جو کسی امتی سے وجود میں آتا ہے، اس عمل کا جس قدر اجر عامل کو ملے گا اسی قدر اجر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ملتا ہے بغیر اس کے کہ عامل کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔<sup>۱۳۴</sup>

سبحان اللہ! چوں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم غلاموں کو نیک کام ایجاد کرنے کی اجازت دی ہے اس لیے امت محمدیہ کے ہر نیک کام کا اجر آپ کو بھی ملے گا بلکہ آپ ہی تو قاسم ہیں۔ خود تقسیم فرما رہے ہیں، خود لے رہے ہیں، ہم کو خوش کر رہے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا ملین اور انحصص الخواص کی طرف سے مستحبات و مباحات کو قبول کرنے اور نہ کرنے اور مستحبات و مباحات کو ان کے لیے فرض قرار دینے کی عجیب و غریب حکمتیں بیان فرماتے ہیں، قرآن کریم میں بھی ایسی بدعات کو جو رضائے الہی کے لیے ایجاد کی جائیں پابندی سے کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔<sup>۱۳۵</sup> ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض نفل عبادتوں کے ادا کرنے میں (حق تعالیٰ کی) مرضی نہیں پاتے اور اس کے ترک کا اذن پالیتے ہیں اور کبھی نیند کو بیداری سے بہتر سمجھتے ہیں۔<sup>۱۳۶</sup>

ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

جب ان بزرگوں کے حرکات و سکنات (حق تعالیٰ کے) کے اذن پر

موقوف ہیں تو بے شک دوسروں کے نفل بھی ان کے لیے فرض ہوں گے مثلاً ایک فعل شریعت کے حکم سے ایک شخص کی نسبت نفل ہے اور وہی فعل دوسرے شخص کے لیے الہامی حکم سے فرض ہے پس دوسرے لوگ کبھی نوافل ادا کرتے ہیں اور کبھی مباح امور کے مرتکب ہوتے ہیں مگر یہ بزرگوار جب کام کو مولیٰ جل سلطانہ کے امر و اذن سے کرتے ہیں وہ سب فرض ہی ہوتے ہیں۔ دوسرے کے مستحب و مباح ان کے لیے فرائض کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس تحقیق سے ان بزرگوں کی بلندی شان معلوم کرنا چاہیے۔ ۱۳۷

مختصر یہ کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایسی بدعات کے جواز کے قائل نہیں جو سنت میں کمی بیشی کر کے ایجاد کی گئی ہوں البتہ ایسی بدعات کے علاوہ دوسری بدعات حسنہ کے جواز و استحباب کے قائل ہیں بلکہ آپ کے نزدیک اویا اللہ کیلئے بعض اوقات ایسی بدعات الہامی ہونے کی وجہ سے فرض کا درجہ رکھتی ہیں۔ بہر حال حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے خیال میں زوال و انحطاط ملت اسلامیہ کے زمانے میں صرف سنت ہی پر عمل کیا جائے کیونکہ مرض دُور کیے بغیر غذا کا استعمال نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ اس لیے آپ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

اول مرض دُور کرنا چاہیے جو ذکر نفی و اثبات سے وابستہ ہے پھر دوسرے عبادات و حسنات جو بدن کے لیے غذائے صالح کا حکم رکھتی ہے مشغول ہونا چاہیے۔ مرض دُور کرنے سے پہلے جو غذا کھائیں گے وہ فاسد و مفسد ہوگی۔ ۱۳۸

## امام ابو حنیفہ اور تقلید

○ \_\_\_\_\_ منزل تک پہنچانے کے لیے رہبر و رہنما بنایا کرتے ہیں، حکمت و دانائی کا یہی تقاضا ہے۔ رہنما ایک ہی ہوتا ہے بیک وقت دو رہنما نہیں ہوتے، اس لیے مسلمانوں نے اماموں کو اپنا اپنا رہنما بنایا، قیامت کے

دن بھی ہم اماموں کے حوالے سے پکائے جائیں گے۔<sup>۱۳۹</sup> یہ امام بھی اللہ کی  
 عظیم رحمت و نعمت ہیں، چاروں نے ایک ہی چشمہ صافی سے فیض پایا ہے پھر  
 کیوں نہ ہم جام بھر بھر کر پیں۔ تقلید زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔  
 ایک تہذیبی، تمدنی اور معاشرتی ضرورت، اس کے بغیر چارہ نہیں۔ جو لوگ  
 انسانی افکار اور انسانی معاشرے پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ اس سے انکار نہیں کر  
 سکتے۔ دین و مذہب کے حوالے سے وہ ذات تقلید کی سب سے زیادہ مستحق ہے  
 جو عہد نبوی سے سب سے زیادہ قریب ہو اور قرآن و حدیث فہمی میں سب سے ممتاز ہو  
 ۔ بلاشبہ وہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ (م ۱۵۰ھ) ہیں۔ آپ کی شان کیا  
 بیان کی جائے۔ قرآن حکیم کی سورہ جمعہ آیت نمبر ۲، ۳ نازل ہوئی تو حضور انور صلی  
 علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی طرف اشارہ  
 فرمایا۔<sup>۱۴۱</sup> اس طرح آپ کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی۔ آپ  
 کے جد امجد نے خاندان نبوت سے دعائیں لیں اور فیض حاصل کیا۔ آپ نے  
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت فرمائی۔<sup>۱۴۲</sup> اور ان سے فیض حاصل کیا۔<sup>۱۴۳</sup> آپ  
 نے احادیث اور فتاویٰ کے ان نادر مجموعوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو صحابہ کرام نے  
 مدون کئے تھے۔ آپ نے احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ اس وقت مدون فرمایا  
 جب بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، ابوداؤد شریف وغیرہ کتب احادیث  
 بھی مدون نہ ہوئی تھیں۔<sup>۱۴۴</sup> آپ نے کوفہ میں صحابی رسول، نقیبہ امت حضرت  
 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مسند پر بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔<sup>۱۴۵</sup> آپ نے قرآنی  
 آیات اور احادیث نبویہ پر برسوں غور و فکر کر کے مسائل مستنبط فرمائے۔ اور  
 قانون شریعت کا ایک عظیم ذخیرہ عطا فرما کر مستقبل میں آنے والے فقہاء پر احسان  
 فرمایا۔<sup>۱۴۶</sup> آپ سابقون الاولون کے پیروکار تھے جن سے اللہ راضی اور وہ اللہ سے  
 راضی۔<sup>۱۴۷</sup> آپ کا عہد مبارک خیر القرون کی بشارت سے مشرف ہوا۔<sup>۱۴۸</sup> آپ  
 ملت اسلامیہ کے عظیم محسن ہیں۔ سعادت مند محسن کا احسان مانتے ہیں، بدبخت و

بذصیب احسان فراموش ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ملت اسلامیہ کے ان سعادت مندوں میں ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات یاد رکھے اور ملت اسلامیہ کو انکے بے مثال علم و تقویٰ سے آگاہ فرمایا۔ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :

امام اعظم کو فی رضی اللہ عنہ نے وضو کے مستحبات میں سے کسی ایک مستحب کے ترک ہونے کی وجہ سے چالیس سال کی نمازوں کو قضا فرمایا تھا۔<sup>۱۵۱</sup> غور فرمائیں جس کے زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہو کہ دور جدید کے علماء کی ایک جماعت بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ ملت کی امامت کے لائق نہ ہوگا تو کون ہوگا؟

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام ابوحنیفہ، حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے فیض یافتہ تھے۔<sup>۱۵۱</sup> عائدان نبوت کا یہی فیض ہے جس نے فقہ حنفی کو بہت بلند کر دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اپنے روحانی مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولایت کے کمالات فقہ شافعیہ کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں اور نبوت کے کمالات کو فقہ حنفی کے ساتھ مناسبت ہے۔<sup>۱۵۲</sup> پھر اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں :

اور اس وقت حضرت خواجہ پارسا قدس سرہ کی اس بات کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی جو انھوں نے "فصول ستہ" میں نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے۔<sup>۱۵۳</sup>

بظاہر یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے مگر ایک دوسرے مکتوب میں اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اور یہ جو خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے "فصول ستہ" میں لکھا ہے ، حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابوحنیفہ

کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔ ممکن ہے کہ اس مناسبت کے باعث لکھا ہو جو کہ امام ابو حنیفہ کو حضرت روح اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے یعنی حضرت روح اللہ کا اجتہاد حضرت امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہو گا نہ یہ کہ وہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیوں کہ آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ علمائے اُمت کی تقلید کریں۔<sup>۱۵۴</sup>

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ پیروی سنت میں امام ابو حنیفہ کی استقامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عجیب معاملہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سنت کی پیروی میں سب سے پیش پیش ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور ان کو اپنی رائے پر مقدم کرتے ہیں اور اس طرح صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم رکھتے ہیں، دوسروں کا حال ایسا نہیں ہے۔<sup>۱۵۵</sup>

اسی لیے امام ابو حنیفہ نے وہ مقام حاصل کیا جو دوسرے حاصل نہ کر سکے چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امام اعظم کو فی رضی اللہ عنہ کی مثال حضرت عیسیٰ روح اللہ کی مانند ہے جنہوں نے ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی بدولت اجتہاد و استنباط میں وہ بلند مقام حاصل کیا ہے کہ دوسرے حضرات کی فہم اس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے۔<sup>۱۵۶</sup>

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ورع و تقویٰ اور کمال اتباع سنت نبوی نے ان کو فقہ کا دریائے بکراں بنا دیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

بلا تکلف و تعصب کہا جاسکتا ہے کہ مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر

میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے<sup>۱۵۷</sup>۔

آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :

اور ظاہری طور پر بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہل اسلام کا سوادِ اعظم

(اکثریت) امام ابو حنیفہ علیہم الرضوان کا متبع ہے<sup>۱۵۸</sup>۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ امام ابو حنیفہ کی شانِ اجتہاد پر گفتگو کرتے ہوئے مخالفین کے بارے میں ایک مکتوب میں فرماتے ہیں :

وہ ان کے اجتہادات کو دقت معانی کے باعث کتاب و سنت کے

مخالف جانتے ہیں اور ان کو اور ان کے اصحاب کو، اصحابِ رائے

خیال کرتے ہیں، یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت و درایت تک نہ پہنچنے

اور ان کے فہم و فراست پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے آپ کی نقاہت کی باریکی سے تھوڑا

ساحصہ حاصل کیا ہے، فرماتے ہیں :

الفقهاء کلہم عیال ابی حنیفہ

(سب کے سب فقہاء ابو حنیفہ کی عیال ہیں)

ان کم نظر معترضین کی جرأت پر افسوس ہے کہ اپنے قصور کو دوسروں کی

طرف منسوب کرتے ہیں<sup>۱۵۹</sup>۔

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے بجا طور پر اظہارِ افسوس فرمایا، ایسے عظیم الشان ہستیوں

کی تقلید سے انکار کرنا اور دورِ جدید کے کسی عالم کو اپنا پیشوا و امام بنانا انصاف

اور دانائی کے سراسر خلاف معلوم ہوتا ہے۔ قرآن و حدیث کا مطلب و مفہوم سمجھنے

کے لیے کسی نہ کسی عالم کی ضرورت تو ہوگی، تو اس فطری ضرورت کو پورا کرنے

کے لیے خیر القرون کو چھوڑ کر شر القرون کے کسی مولوی کی تقلید کرنا نہایت ہی

حیرت ناک ہے اور امام ابو حنیفہ کے ورع و علم کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی

باتیں نہ ماننا اور بھی حیرت انگیز ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ایسے

مخالفین کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں؛  
 حق سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ دین کے پیشوا  
 اور اہل اسلام کے سردار کی دل آزاری نہ کریں اور اسلام کے سواد اعظم  
 کو ایذا نہ دیں۔ اللہ

آگے چل کر اسی مکتوب میں بڑی دل لگتی بات فرمائی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں؛  
 وہ لوگ جو دین کے اکابر کو صاحب رائے، جانتے ہیں اگر وہ یہ اعتقاد  
 رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار اپنی رائے سے حکم کرتے تھے اور یہ کتاب و  
 سنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق  
 اہل اسلام کا سواد اعظم گمراہ اور بدعتی ہوا بلکہ گروہ اسلام سے بھی باہر ہوگا۔  
 اس قسم کا اعتقاد وہی بے وقوف جاہل کر سکتا ہے جو اپنی جہالت سے  
 بے خبر ہے یا پھر وہ زندیق جس کا مقصد دین اسلام کے نصف حصہ کو  
 باطل کرنا ہے۔ اللہ

حقیقت یہ ہے کہ ملت اسلامیہ میں جن افکار و نظریات نے انتشار پیدا کیا یا جو افکار و  
 نظریات انتشار پیدا کر رہے ہیں وہ دورِ غلامی کی یادگار ہیں، ہماری آزادی بھی دورِ  
 غلامی سے کم نہیں، اس لیے ان افکار و نظریات کی حقیقت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں  
 — راقم کے نزدیک مذہبی سطح پر دورِ جدید میں جو نئے نئے افکار آرہے ہیں  
 ان کا تعلق سیاست اور صرف سیاست سے ہے۔ اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا  
 سکتا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے جس کے زرخے میں پورا عالمِ اسلام ہے۔  
 حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ، ملت اسلامیہ کے لیے تقلید کو لازمی قرار  
 دیتے ہیں، آپ کے نزدیک اولیاء اللہ اور صوفیاء باوجود اپنی عظمت و بزرگی  
 کے تقلید کے مکلف ہیں — ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں؛

احکامِ اجتہاد یہ میں مجتہدین کرام کی تقلید کرنے میں ولایت خاصہ والے  
 حضرات، عام مومنین کے برابر ہیں، ان کے کشوف والہامات ان کو



فضیلت نہیں بخشے اور تقلید سے باہر نہیں نکالتے۔ حضرت ذوالنون  
 مصری، بایزید بسطامی، جنید بغدادی اور شیخ شبلی (رحمہم اللہ تعالیٰ) احکام  
 اجتہاد میں عام مومنین زید، عمر، بکر اور خالد وغیرہ کے ساتھ مجتہدین  
 کی تقلید کرنے میں مساوی ہیں، ہاں ان بزرگوں کی بزرگی دوسرے  
 امور میں ہے۔ ۱۶۲ھ

اللہ اکبر! حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی نظر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا کتنا بلند مقام  
 ہے کہ جلیل القدر اولیائے کرام بھی ان کی تقلید کے مکلف ہیں پھر اوروں کی بات  
 کیا کی جائے؟

جب ائمہ اربعہ یا سلف صالحین کی پیروی کی بات کی جاتی ہے تو بعض  
 حضرات یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ کفار و مشرکین بھی یہی کہا کرتے تھے کہ اگلوں سے  
 یہی چلا آرہا ہے، ہمارے آباؤ اجداد یہی کرتے رہے ہیں۔ اللہ اکبر! کفار و  
 مشرکین کے آباؤ اجداد تو کفار و مشرکین ہی تھے اس لیے ان کے قول کو ان مسلمانوں  
 پر منطبق کرنا جن کے آباؤ اجداد پاک باز و پارساتھے، دوسرے غظوں میں یہ کہنا ہے  
 کہ معاذ اللہ وہ کفار و مشرکین کے مثل تھے۔ یہ کہنا کتنی بڑی جرأت ہے؟  
 سورہ فاتحہ میں انہیں پاک بازوں کے نقش قدم پر چلنے کے لیے مولیٰ تعالیٰ نے تاکید  
 فرمائی ہے۔ جہف کہنے والے نے کچھ نہ سوچا اور کیا کہہ گیا؟ ۱۶۳ھ

حضرت الف ثانی علیہ الرحمہ سلف صالحین کی اتباع و پیروی کے بغیر نجات  
 کونا ممکن قرار دیتے ہیں۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

تمام تقریروں کا خلاصہ اور تمام نصیحتوں کا لب لباب دیندار لوگوں اور  
 صاحب شریعت حضرات کی صحبت میں خوش رہنا ہے۔ دین و شریعت  
 کا پابند ہونا اہل سنت و جماعت کے طریقے کے سلوک سے وابستہ  
 ہے جو عام فرقہ ہائے اسلامیہ کے درمیان فرقہ ناجیہ (نجات پانے والا  
 فرقہ) کے نام سے منسوب ہے۔ ان بزرگوں کے اتباع کے بغیر نجات

ناممکن ہے اور ان لوگوں کی آراء کی پیروی کے بغیر فلاح دشوار ہے، اس بات پر تمام عقلی و نقلی اور کشفی دلائل شاہد ہیں۔ ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان بزرگوں کے صراطِ مستقیم سے رائی کے دانے کے برابر بھی ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو زہرِ قاتل جاننا چاہیے، اس کی مجالست کو سانپ کا زہر سمجھنا چاہیے۔<sup>۱۶۴</sup>

حضرت مجدد علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا بے شک ایسے پراگندہ خیالوں کی صحبت عمر رسیدہ، صحیح العقیدہ مسلمانوں پر اثر انداز ہوتی ہے، یہ راقم کا ذاتی مشاہدہ ہے۔ اس لیے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نہایت ہی سخت لہجے میں ایسے آزاد خیالوں کی صحبت سے دور رہنے کی ہدایت فرمائی ہے، اکبر بادشاہ کے زمانے میں ہمارے زمانے کی طرح بہت سے آزاد خیال اور بے لگام مسلمان پیدا ہو گئے تھے۔ اگر ایمان و اسلام محبوب ہے تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کی اس نصیحت کو یاد رکھنا چاہیے۔

ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں :

بے باک، (آزاد خیال) طالب علم خواہ کسی فرقے سے ہوں دین کے چور ہیں۔ ان کی صحبت سے پرہیز کرنا ضروریات دین میں سے ہے۔ یہ فتنہ فساد جو دین میں پیدا ہو گیا ہے اس جماعت کی بدبختی کی وجہ سے ہے کہ انھوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔<sup>۱۶۵</sup>

انسان صحبت سے بنتا، بگڑتا ہے اس لیے اچھی اور بُری صحبت میں تمیز ہی انسان کو انسان بناتی ہے۔ اگر یہ تمیز نہیں تو انسان، انسان ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! انھیں کا نقشِ قدم صراطِ مستقیم ہے، انھیں کے افکار و خیالات

## آئیے

انتشار و افتراق کے اس تاریک دور میں اللہ کی اس رستی کو مضبوطی سے تھام  
لیں اور قدم سے قدم ملا کر چلیں، منزل ہمارا انتظار کر رہی ہے

احقر  
محمد سعید احمد

۲ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ  
۱۴ نومبر، ۱۹۹۶ء  
شب جمعۃ المبارک

۲/۱۷ سی۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی  
کراچی۔ ۷۵۲۰۰

# حواشی اور حوالے

- ۱ قرآن حکیم، سورۃ التین، آیت نمبر ۴  
 ۲ قرآن حکیم، سورۃ الرحمن، آیت نمبر ۴  
 ۳ قرآن حکیم، سورۃ العلق، آیت نمبر ۴  
 ۴ قرآن حکیم، سورۃ الحج، آیت نمبر ۷۸  
 ۵ قرآن حکیم، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴  
 ۶ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۲۹  
 ۷ قرآن حکیم، سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر ۵-۶  
 ۸ قرآن حکیم، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۵۳  
 ۹ تفصیل حالات کے لیے مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ فرمائیں :

(۱) بدرالدین سرہندی : حضرات القدس، لاہور

(ب) بدرالدین سرہندی : مجمع الاولیاء، (۶۱۶۳۴) ، انڈیا آفس لائبریری، لندن

(ج) محمد سعید احمد : سیرت مجدد الف ثانی، کراچی ۱۹۸۳ء

(د) محمد ہاشم کشمی : زبدۃ المقالات، کانپور، ۱۸۹۰ء

(ه) احمد رضا خان بریلوی : اطائب التہانی فی مجدد الف ثانی (قلمی) ۱۳۰۲ھ / ۱۹۰۷ء

۱۰ اقبال ! بال جبریل، لاہور، ۱۹۴۷ء، ص ۲۱۲

۱۱ ایضاً، ص ۲۱۱  
 ۱۲ احمد سرہندی : مکتوبات، جلد دوم (ترجمہ اردو)

ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۹۱ء، مکتوب نمبر ۲۲، ص ۷۹

۱۳ ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۸، ص ۲۲۷  
 ۱۴ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۲، ص ۳۵

۱۵ ایضاً، جلد سوم (ترجمہ اردو) ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۹۳ء، مکتوب نمبر ۷، ص ۵-۲۰

۱۶ احمد سرہندی : مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۶، ص ۳۲۶

۱۷ ایضاً : مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۶، ص ۳۸

۱۸ بدرالدین سرہندی : وصال احمدی، سیالکوٹ، ص ۴، ۵

۱۹ احمد سرہندی : مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۱۶، ص ۶۵

- ۲۰۔ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد دوم ، مکتوب نمبر ۶۸ ، ص ۲۵۲
- ۲۱۔ ایضاً ، مکتوبات ، جلد اول (ترجمہ اردو) حصہ دوم ، ادارہ مجددیہ ، کراچی ، مکتوب نمبر ۲۱ ، ص ۱۰۲
- ۲۲۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ (م ۱۲۸ھ) کے بعد حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ (م ۲۶۱ھ) کا نام آتا ہے کیوں کہ آپ نے طریقہ اولیہ میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کیا۔ پھر ان کے بعد ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمہ (م ۲۲۵ھ) کا ، کیوں کہ آپ نے بایزید بسطامی کی روحانیت سے سلوک کی تربیت پائی : سفینۃ الاولیاء ، کانپور ، ۱۸۸۲ھ ، ص ۷۲) ، مشائخ سلسلہ نقشبندیہ نے اسی طریقہ اولیہ کو فضیلت دی۔ نیچے اس سلسلے کے ان مشائخ کا نام لکھا جاتا ہے جو طریقہ اولیہ میں شامل نہیں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بعد ان مشائخ کے نام آتے ہیں :

- ۱۔ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (م ۱۸۳ھ) ، بغداد
  - ۲۔ امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ (م ۲۰۸ھ) ، بغداد
  - ۳۔ حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ (م ۲۲۵ھ) ، بغداد
  - ۴۔ حضرت ستری تھقلی علیہ الرحمہ (م ۲۵۵ھ) ، بغداد
- حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے بعد ان مشائخ کے نام آتے ہیں :

- ۱۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ (م ۲۹۷ھ) ، بغداد
  - ۲۔ حضرت ابی علی احمد روزباری (م ۳۲۲ھ) ، مصر
  - ۳۔ حضرت علی حسن بن احمد الکاتب علیہ الرحمہ (م ۳۳۶-۵۶ھ) ، مصر
  - ۴۔ حضرت سعید بن سلام المغربی علیہ الرحمہ (م ۳۷۳ھ) ، نیشاپور
  - ۵۔ حضرت ابو الحسن علی خرقانی علیہ الرحمہ (م ۴۲۵ھ) ، طوس
  - ۶۔ حضرت ابی القاسم علی الکرکائی علیہ الرحمہ (م ۴۲۵ھ) ، مصر
- ۲۳۔ عبد الحمید طہماز : العلامة المجاہد شیخ محمد الحامد رحمہ اللہ تعالیٰ ، مطبوعہ دمشق ۱۹۸۱ھ ،

۲۴ شیخ محمد صالح زواوی : نفائس السانحات فی تزییل الباقیات الصالحات ، مکہ مکرمہ ،  
سنہ ۱۳۰ھ ، ص ۳۰

۲۵ محمد ہاشم جان مجددی : بیاض قلمی محررہ ۲۵ مئی ۱۹۶۳ء ، کراچی

۲۶ صدیق حسن خاں : نقصار الجیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ، بھوپال ، ص ۳۲۶

۲۷ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے تفصیلی حالات کے لیے مندرجہ ذیل ماخذ سے رجوع کریں:

(۱) ڈاکٹر حسن رضا خاں : فقہ اسلامی میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کی خدمات ، پٹنہ ،

سنہ ۱۹۸۱ء ، مقالہ ڈاکٹریٹ پٹنہ یونیورسٹی ، انڈیا

(ب) ڈاکٹر مجید اللہ قادری : کنز الایمان اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم ،

مقالہ ڈاکٹریٹ کراچی یونیورسٹی ، کراچی ۱۹۹۳ء ، پاکستان

(ج) ڈاکٹر محمد عبدالباری صدیقی : حضرت احمد رضا خاں بریلوی کے حالات اور اصلاحی کارنامے ،

مقالہ ڈاکٹریٹ سندھ یونیورسٹی ، جام شورو ، سندھ ۱۹۹۳ء ۔

(د) ڈاکٹر محمد مسعود احمد : محدث بریلوی ، کراچی ۱۹۹۳ء ۔

(ه) ڈاکٹر اوشانیال : سنی اسلام اور احمد رضا خاں بریلوی ، دہلی ۱۹۹۳ء ، مقالہ ڈاکٹریٹ

کولمبیا یونیورسٹی ، امریکہ ۔ (انگریزی)

(و) ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد : فتاویٰ رضویہ اور فتاویٰ رشیدیہ کا تقابلی جائزہ ، کراچی ۱۹۹۱ء ۔

(ز) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزمی : اردو نعت گوئی اور فاضل بریلوی ، بریلی (۱۹۹۶ء) مقالہ

ڈاکٹریٹ روہیلکنڈ یونیورسٹی ، بریلی ۔

۲۸ مولانا احمد رضا خاں بریلوی : مکتوبات ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء ، ص ۹۱

۲۹ تفصیلات کے لیے راقم کا مقالہ :

”حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال“ ، بیالکوٹ ۱۹۸۰ء مطالعہ فرمائیں ۔ اس کا

انگریزی ترجمہ ادارہ سعودیہ نے ۱۹۹۶ء میں کراچی سے شائع کر دیا ہے ۔ مسعود

۳۰ اقبال : بال جبریل ، لاہور ، ص ۱۷

۳۱ اقبال : بال جبریل ، لاہور ، ص ۱۸

۳۲ اس وقت دُنیا میں مختلف جماعتیں مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں، جو غیر مسلم عقائد کو کوشش اسلام ہوتا ہے گو مگو کے عالم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایک عیسائی نو مسلم، آکسفورڈ یونیورسٹی کے سابق پروفیسر ڈاکٹر محمد ہارون صاحب نے اس گتھی کو بڑی آسانی سے سمجھا لیا۔ انھوں نے فرمایا کہ سارے جہاں کے دشمنان اسلام، اہل سنت و جماعت عوام اور حکومتوں کے دشمن ہیں باقی اسلام کے سارے دعویداروں کے ظاہر یا باطن میں معین و مددگار ہیں اس لیے سچا اسلام وہی ہے جو علماء اہل سنت و جماعت پیش کر رہے ہیں۔ مسعود

۳۳ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۹۳، ص ۵۰

۳۴ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۲۶۶، کراچی، ص ۲۵۳  
نوٹ: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ تقریباً تمام سلاسل، وجودیت، یا ظہیت کے قائل ہیں لیکن مولانا احمد رضا خاں بریلوی "ظہیت" کے قائل ہونے کے باوجود فرماتے ہیں:

"حاش لله! اللہ، اللہ ہے اور عبد، عبد ہے  
ہرگز عبد نہ اللہ ہو سکتا ہے نہ اللہ عبد  
ہو سکتا ہے"

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۶، ص ۳۲۲-۳۲۱)

آپ نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا گہرا مطالعہ فرمایا تھا، الوہیت اور عبدیت کے اس تصور سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے تصور وحدۃ الشہود کی تائید ہوتی ہے۔ مسعود

۳۵ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۱۱، ص ۲۹۶

۳۶ ایضاً، ص ۲۹۶ ۳۷ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۶، ص ۲۳۲-۲۳۵

۳۸ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۰، ص ۲۶۷

۳۹ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۸۳

۴۰ احمد سرہندی، مکتوبات، مکتوب نمبر ۶، جلد دوم، ص ۳۷-۲۳۶

- ۵۲۱ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد اول (ترجمہ اردو) حصہ اول، ادارہ مجددیہ، کراچی ۱۹۸۸ء  
مکتوب نمبر ۸۴ ۵۲۲ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۵۲
- ۵۲۳ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ۲۳
- ۵۲۴ ایضاً، مکتوب نمبر ۷۸ ۵۲۵ ایضاً مکتوب نمبر ۶۵
- ۵۲۶ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۸۴
- ۵۲۷ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۲۹ ۵۲۸ ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۳
- ۵۲۹ احمد سرہندی، مکتوبات، مکتوب نمبر ۹۳، جلد دوم، کراچی، ص ۲۹۹
- ۵۳۰ اقبال، بال جبریل، لاہور ۱۹۴۷ء، ص ۲۱۱
- نوٹ: مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے سجدہ تنظیمی کی حرمت کے بارے میں ایک  
فاضلانہ مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے:
- الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیة (۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۸ء)
- یہ مقالہ قابل مطالعہ ہے۔  
مسعود
- ۵۳۱ قرآن کریم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۵ ۵۳۲ قرآن کریم، سورہ کہف، آیت نمبر ۱۱
- ۵۳۳ قرآن کریم، سورہ النعام، آیت نمبر ۹
- ۵۳۴ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۱۰، ص ۳۰۹
- ۵۳۵ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۶۴
- ۵۳۶ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۹۴، ص ۳۰۴
- ۵۳۷ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۶۴، ص ۱۸۸
- ۵۳۸ قرآن کریم، سورہ نحل، آیت نمبر ۹ ۵۳۹ قرآن کریم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۴
- ۵۳۹ قرآن کریم، سورہ یونس، آیت نمبر ۶۴
- ۵۴۰ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۱۶، ص ۶۵
- ۵۴۱ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۶، ص ۶۵ ۵۴۲ ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰، ص ۳۱۰
- ۵۴۳ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۷، ص ۴۱



- ۶۵ قرآن کریم ، سُورۃ ابراہیم ، آیت نمبر ۱۰ / سُورۃ انبیاء ، آیت نمبر ۳۰
- سُورۃ مومنون ، آیت نمبر ۲۲-۳۰ / سُورۃ شعراء ، آیت نمبر ۱۸۶
- سُورۃ یس ، آیت نمبر ۱۵ / سُورۃ ہود ، آیت نمبر ۲۷
- ۶۶ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد اول ، حصہ دوم ، مکتوب نمبر ۲۶۸ ، ص ۲۹۶
- ۶۷ قرآن حکیم ، سُورۃ یوسف ، آیت نمبر ۶۸ / آیت نمبر ۹۶ / آیت نمبر ۲۲
- سُورۃ قصص ، آیت نمبر ۱۴ / سُورۃ کہف ، آیت نمبر ۶۵
- ۶۸ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد اول ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۱۰۰ ، ص ۷۵-۷۷
- ۶۹ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد سوم ، مکتوب نمبر ۱۸ ، ص ۶۹
- ۷۰ (۱) ایضاً ، جلد اول ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۶۵ ، ص ۲۰۵
- (ب) ایضاً ، جلد اول ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۱۱۸ ، ص ۳۰۵
- ۷۱ بعض حضرات کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیم و تکریم اور  
مجت و الفت سے متعلق آیات بیان نہ کرنی چاہیے کہ لوگ شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔  
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ! یہ بات راقم سے دو عمر سیدہ علماء نے کہی۔ ایک کا  
تعلق مسک دیوبند سے تھا دوسرے کا تعلق مسک ابن عبد الوہاب نجدی سے تھا۔ یہ  
بات راقم کے لیے حیران کن تھی۔  
مسعود
- ۷۲ قرآن کریم ، سورۃ آل عمران ، آیت نمبر ۳۱
- ۷۳ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد اول ، حصہ اول ، مکتوب نمبر ۲۲ ، ص ۱۵۴
- ۷۴ قرآن حکیم ، سورۃ آل عمران ، آیت نمبر ۸۵ قرآن حکیم ، سورۃ صف ، آیت نمبر ۶
- ۷۵ محمد امیر شاہ گیلانی : شرح شمائل ترمذی ، لاہور ۱۹۷۶ء ، ص ۳۲۸ ، ابوداؤد شریف ،  
ج ۲ ، ص ۳۳۶
- ۷۶ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد سوم ، مکتوب نمبر ۷۲ ، ص ۲۰۴
- ۷۷ ایضاً مکتوب نمبر ۷۲ ، ص ۲۰۴
- ۷۸ ایضاً ، مکتوب نمبر ۱۰۷ ، ص ۳۲۶
- ۷۹ ایضاً ، جلد اول ، حصہ دوم ، مکتوب نمبر ۲۷۳ ، ص ۲۷۳

- ۸۱ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱، ص ۵۹
- ۸۲ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶ ۸۲ ایضاً، ص ۱۲۵
- ۸۵ ایضاً، ص ۱۲۶
- ۸۶ (ب) ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶ (ب) ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۳۰۲
- (ج) ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۱ (د) ایضاً، جلد اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ۱۰۳،
- مکتوب نمبر ۱۸۷، مکتوب نمبر ۱۹۱۔ ۸۷ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۱۲۵
- ۸۸ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶ ۸۹ ایضاً، مکتوب نمبر ۳۶
- ۹۰ ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱، ص ۶۱، مکتوب نمبر ۶، جلد دوم، ص ۲۴۲-۳۲۳
- ۹۱ قرآن حکیم، سورہ فاتحہ، آیت نمبر ۶ ۹۲ قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۶۲
- ۹۳ احمد سرہندی: مکتوبات، حصہ اول، مکتوب نمبر ۱۰۶، جلد اول، ص ۲۸۵
- ۹۴ احمد سرہندی: مکتوبات، مکتوب نمبر ۸۷، جلد اول، ص ۲۵۲-۲۵۳
- ۹۵ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۱۸ ۹۶ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۳۲
- ۹۷ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۸۲ ۹۸ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۱۲، ص ۹۱
- ۹۹ قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۳۵
- ۱۰۰ احمد سرہندی: مکتوبات، مکتوب نمبر ۱۲۲، جلد سوم، ص ۳۷۸
- ۱۰۱ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۷۳، ص ۲۲۵ ۱۰۲ ایضاً، مکتوب نمبر ۷۸، ص ۳۳۶
- ۱۰۳ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۸، ص ۲۱۲
- ۱۰۵ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۷۹، ص ۲۳۷
- ۱۰۶ قرآن حکیم، سورہ نساء، آیت نمبر ۶۲
- ۱۰۷ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد سوم، مکتوب نمبر ۸۸، ص ۲۵۵
- ۱۰۸ ایضاً، مکتوب نمبر ۸۸، ص ۲۵۵
- ۱۰۹ قرآن حکیم، سورہ ابراہیم، آیت نمبر ۵
- ۱۱۰ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶

۱۱۱ ۱۱۱ راقم کے برادر اصغر ڈاکٹر محمد سعید علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۹۶ء) درگاہ خواجہ باقی باللہ کے  
سجادہ نشین اور خطیب تھے، وہی عرس کراتے تھے۔ اب ان کے صاحب زادے ڈاکٹر  
مجیب احمد سلمہ سجادہ نشین ہیں اور عرس کراتے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی حافظ محمد احمد سلمہ  
مسجد شریف کے خطیب ہیں۔

۱۱۲ ۱۱۲ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۳۳، ص ۱۴۱

۱۱۳ ۱۱۳ محمد معصوم: مکتوبات معصومیہ، جلد سوم، مکتوب نمبر ۶۸، ص ۱۰۸، مطبوعہ امرتسر

۱۱۴ ۱۱۴ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۲۹۳

۱۱۵ ۱۱۵ احمد رضا خاں: احکام شریعت، بریلی، ص ۷۰

۱۱۶ ۱۱۶ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۱۱

۱۱۷ ۱۱۷ محمد ہاشم کشمی، زبدۃ المقامات، لکھنؤ، ص ۲۸۲

۱۱۸ ۱۱۸ قرآن حکیم، سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۲۲۸

۱۱۹ ۱۱۹ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۰۲

۱۲۰ ۱۲۰ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶

۱۲۱ ۱۲۱ ایضاً، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۴۲ ۱۲۲ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۱۱۷

۱۲۳ ۱۲۳ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۱۱۷

۱۲۴ ۱۲۴ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے فاتحہ کے لیے غیر ضروری لوازمات کو نامناسب بتایا

ہے۔ مثلاً شادی کے لیے تکلف کرنا، مخصوص دن ہی میں ثواب منحصر سمجھنا، کھانا

آگے رکھ کر فاتحہ دینا وغیرہ وغیرہ۔

(احمد رضا خاں: الحجۃ الفاتحۃ لطیب التعمین والفاتحہ (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) لاہور، ص ۱۴-۱۶)

۱۲۵ ۱۲۵ قرآن حکیم، سورۃ انعام، آیت نمبر ۱۱۹

۱۲۶ ۱۲۶ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۴۸، ص ۱۷۵

۱۲۷ ۱۲۷ ایضاً، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۵

۱۲۸ ۱۲۸ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۱۸۶، ص ۳۹-۴۰

- ۱۲۹ ۱۳۲۹ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد دوم ، مکتوب نمبر ۲۳
- ۱۳۰ ۱۳۲۱۳۰ ایضاً ، جلد اول ، مکتوب نمبر ۱۸۶ ، ص ۲۱ - ۲۲
- ۱۳۱ ۱۳۲۱۳۱ ایضاً ، جلد اول ، مکتوب نمبر ۱۹۲ ، ص ۲۹ ؛ جلد سوم ، مکتوب نمبر ۹۴ ، ص ۲۷۹
- ۱۳۲ ۱۳۲۱۳۲ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد دوم ، مکتوب نمبر ۵۷ ، ص ۲۰۸
- ۱۳۳ ۱۳۲۱۳۳ قرآن کریم ، سورہ حدید ، آیت نمبر ۲
- ۱۳۴ ۱۳۲۱۳۴ احمد سرہندی ، مکتوبات ، جلد دوم ، مکتوب نمبر ۵۵ ، ص ۲۰۲
- ۱۳۵ ۱۳۲۱۳۵ ایضاً ، مکتوب نمبر ۵۵ ، ص ۲۰۲ ۱۳۲۱۳۶ ایضاً ، جلد سوم ، مکتوب نمبر ۱۲
- ۱۳۶ ۱۳۲۱۳۶ قرآن حکیم ، سورہ اسراء ، آیت نمبر ۷
- ۱۳۷ ۱۳۲۱۳۷ ( ا ) امام ابو حنیفہ ( م - ۱۵۰ھ )
- ۱۳۸ ۱۳۲۱۳۸ ( ب ) امام مالک بن انس ( م - ۱۷۹ھ )
- ۱۳۹ ۱۳۲۱۳۹ ( ج ) امام محمد بن ادریس شافعی ( م - ۲۰۴ھ )
- ۱۴۰ ۱۳۲۱۴۰ ( د ) امام احمد بن حنبل ( م - ۲۴۱ھ )
- ۱۴۱ ۱۳۲۱۴۱ بخاری شریف ، لاہور ۱۹۹۱ء ، ج ۲ ، ص ۹۷۳ ، حدیث نمبر ۸۸۹
- ۱۴۲ ۱۳۲۱۴۲ خطیب بغدادی : تاریخ بغداد ، مصر ۱۹۳۱ء ، ج ۱۳ ، ص ۳۲۶
- ۱۴۳ ۱۳۲۱۴۳ معجم المصنفین ، ج ۲ ، ص ۲۳
- ۱۴۴ ۱۳۲۱۴۴ جلال الدین سیوطی : تبلیض الصحیفہ بحوالہ شرح مسلم جلد اول ، لاہور ، ص ۶ - ۹
- ۱۴۵ ۱۳۲۱۴۵ کتاب الآثار بروایت محمد بن حسن ، حافظ ابن حجر عسقلانی : الایثار بمعرفۃ رواۃ الآثار
- ۱۴۶ ۱۳۲۱۴۶ موفق بن احمد مکی : مناقب موفق ، ج ۱ ، ص ۶۲
- ۱۴۷ ۱۳۲۱۴۷ ایضاً ، ج ۲ ، ص ۱۳۳ ؛ جلال الدین سیوطی : ذیل الجواہر ، ج ۲ ، صفحہ ۷۲
- ۱۴۸ ۱۳۲۱۴۸ قرآن حکیم ، سورہ بینہ ، آیت نمبر ۸
- ۱۴۹ ۱۳۲۱۴۹ مشکوٰۃ ، کتاب المناقب ، باب مناقب صحابہ ، حدیث نمبر ۴
- ۱۵۰ ۱۳۲۱۵۰ احمد سرہندی : مکتوبات ، جلد اول ، مکتوب نمبر ۲۹ ، ص ۱۱۲
- ۱۵۱ ۱۳۲۱۵۱ ایضاً ، مکتوب نمبر ۲۸۹ ، ص ۳۹۷ ۱۳۲۱۵۲ ایضاً ، مکتوب نمبر ۲۸۲ ، ص ۳۲۶

۱۵۳ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۸۲، ص ۳۴۶

۱۵۴ ایضاً، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۲۰۱ ۱۵۵ ایضاً، ص ۲۰۱

۱۵۶ ایضاً، ص ۲۰۰ ۱۵۸، ۱۵۷ ایضاً، ص ۲۰۱

نوٹ: چند سال قبل ایک عرب محقق نے ائمہ اربعہ کے پیروکاروں کے اعداد و شمار جمع کیے تھے۔ اس کے مطابق حنفی کی تعداد ۸۶ کروڑ تھی، شافعی کی تعداد ۶ کروڑ، مالکی کی تعداد ۴ کروڑ اور حنبلی کی تعداد صرف ۲ لاکھ۔

مستعود

۱۵۹ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۲۰۱

۱۶۰ ایضاً، ص ۲ - ۲۰۱ ۱۶۱ ایضاً، ص ۲۰۲

۱۶۲ ایضاً، ص ۲۰۳

۱۶۳ سید محمد بن علوی مالکی حسنی نے اپنی کتاب ھُوَ اللہ کے صفحہ ۱، پر عنوان الاستدلال بآیات فی غیر محلہا الوارد میں اس طرز فکر کا تعاقب فرمایا ہے۔

مستعود

۱۶۴ احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۱۳، ص ۹۳

۱۶۵ ایضاً، ص ۹۳

نوٹ: جن حضرات کی عالمی سیاست پر نظر ہے اور جو رازدرون خانہ سے واقف ہیں، وہ اس مکتوب کے آخری جملے کی معنویت اور گہرائی کا صحیح ادراک رکھتے ہیں۔

مستعود



# بین الاقوامی مطبوعات

(پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد کے بین الاقوامی سلسلے کی مطبوعات)

- |       |       |   |   |
|-------|-------|---|---|
| کراچی | ۱۹۹۲ء | عیدوں کی عید  | ① |
|       |       | (عربی، فارسی، اردو، سندھی، ہندی، انگریزی، فرانسیسی) |   |
| کراچی | ۱۹۹۴ء | علمِ غیب  | ② |
|       |       | (عربی، اردو، انگریزی)                               |   |
| کراچی | ۱۹۹۴ء | تعظیم و توقیر                                       | ③ |
|       |       | (عربی، اردو، انگریزی)                               |   |
| کراچی | ۱۹۹۴ء | نسبتوں کی بہاریں                                    | ④ |
|       |       | (اردو، انگریزی)                                     |   |
| کراچی | ۱۹۹۵ء | نئی نئی باتیں                                       | ⑤ |
|       |       | (اردو، انگریزی، عربی)                               |   |
| کراچی | ۱۹۹۵ء | عورت اور پردہ                                       | ⑥ |
|       |       | (اردو، انگریزی)                                     |   |
| کراچی | ۱۹۹۴ء | قبلہ  | ⑦ |
|       |       | (اردو، انگریزی، عربی)                               |   |
| کراچی | ۱۹۹۴ء | سلام و قیام   | ⑧ |
|       |       | (اردو، انگریزی)                                     |   |

- کراچی ۱۹۹۶ء ۹ فاروق اعظم کا غیر مسلموں سے حسن سلوک  
(اُردو، انگریزی)
- کراچی ۱۹۹۶ء ۱۰ مصطفوی نظام معیشت  
(اُردو، انگریزی)
- کراچی ۱۹۹۶ء ۱۱ دُعائے خلیل  
(اُردو، انگریزی)
- کراچی ۱۹۹۶ء ۱۲ صراطِ مستقیم  
(اُردو، انگریزی)
- کراچی ۱۹۹۶ء ۱۳ تقلید  
(زیر تدوین)
- کراچی ۱۹۹۶ء ۱۴ رُوحِ سلام  
(اُردو، انگریزی، عربی)

## مستزحمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے بین الاقوامی سلسلے اور دوسری مطبوعات

### کے مستزحمین

- ۱ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر  
(کوٹہ، بلوچستان، پاکستان)
- ۲ پروفیسر نجم الرشید  
(ایضاً)
- ۳ محمد شفیع بلوچ  
(ایضاً)
- ۴ علامہ مفتی محمد نصر اللہ خاں افغانی  
(کراچی، سندھ، پاکستان)
- ۵ پیر فضل الرحمن مجددی  
(ایضاً)

- ۶) پروفیسر عبدالرشید  
(کراچی، سندھ، پاکستان)
- ۷) قاضی عبدالمنان نقشبندی  
(ایضاً)
- ۸) پروفیسر عظیمی ایف۔ ایم۔ شیخ  
(ایضاً)
- ۹) پروفیسر ایم۔ اے۔ قادر  
(ایضاً)
- ۱۰) نگار عرفانی  
(ایضاً)
- ۱۱) رابعہ غلام محمد  
(ایضاً)
- ۱۲) مولانا محمد مومن رضوی  
(حصیر، سندھ، پاکستان)
- ۱۳) مولانا عبدالرسول قادری مگھی  
(سکرند، سندھ، پاکستان)
- ۱۴) مولانا علی محمد نقشبندی  
(گھارو، سندھ، پاکستان)
- ۱۵) پروفیسر عبدالرزاق مہین  
(جنگ شاہی، سندھ، پاکستان)
- ۱۶) حافظ شیراز احمد پاٹولی  
(حیدرآباد، سندھ، پاکستان)
- ۱۷) حافظ عبدالرزاق سکندری  
(سانگھڑ، سندھ، پاکستان)
- ۱۸) جاوید اقبال نورانی  
(ٹنڈو جام، سندھ، پاکستان)
- ۱۹) مولانا محمد رحیم ڈنو گھٹرو  
(سکھر، سندھ، پاکستان)
- ۲۰) پروفیسر زین الدین صدیقی  
(ایضاً)
- ۲۱) آنسہ فاطمہ مسعودی  
(لاہور، پاکستان)
- ۲۲) پروفیسر ابرار حسین  
(راولپنڈی، پاکستان)
- ۲۳) پروفیسر ظفر علی  
(گوجرہ، پنجاب، پاکستان)
- ۲۴) حاجی علی محمد مہین  
(پشاور، سرحد، پاکستان)
- ۲۵) مولانا محمد عبدالکریم قادری نعیمی  
(ملفت گنج، بنگلہ دیش)
- ۲۶) ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد  
(دہلی، بھارت)
- ۲۷) علامہ محمد حسین  
(نئی دہلی، بھارت)
- ۲۸) علامہ افتخار احمد قادری  
(مبارک پور، یو۔ پی، بھارت)



- ۲۹) مولانا محمد عارف اللہ مصباحی  
(مبارک پور، یو۔ پی، بھارت)
- ۳۰) پروفیسر محمد رحمت اللہ  
(وانمباڑی، تامل ناڈو، بھارت)
- ۳۱) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیز  
(بریلی، یو۔ پی، بھارت)
- ۳۲) آنسہ روبینہ عزیز  
(انڈر، مدھیہ پردیش، بھارت)
- ۳۳) سید فخر الدین اویسی  
(مدینہ منورہ، سعودی عرب)
- ۳۴) پروفیسر بہجت الجباشہ  
(عمان، اردن)
- ۳۵) ڈاکٹر اے۔ اے۔ گوڈلاس  
(جارجیا یونیورسٹی، امریکہ)
- ۳۶) علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی  
(مارشس)
- ۳۷) مولانا ممتاز احمد سیدی  
(قاہرہ، مصر)
- ۳۸) حازم محمد احمد المحفوظ المصری  
(قاہرہ، مصر)
- ۳۹) ایم۔ اے۔ خطاب  
(انگلستان)
- ۴۰) ڈاکٹر نصیر اشرف  
(روٹرڈم، ہالینڈ)
- ۴۱) ڈاکٹر رضا اللہ عارف نوشاہی  
(اسلام آباد، پاکستان)
- ۴۲) خالد علی خاں  
(بریلی، بھارت)
- ۴۳) ڈاکٹر سرتاج حسین رضوی  
(بریلی، بھارت)
- ۴۴) قاضی وجیہ الدین  
(پشاور، پاکستان)
- ۴۵) زین العابدین شاہ  
(لاڑکانہ، پاکستان)
- ۴۶) مولوی عبدالرحمن  
(دعورکی، سیستان و بلوچستان)
- ۴۷) پروفیسر عبدالقدوس جان سرہندی  
(میرپور خاص، پاکستان)

ادارۃ سعودیہ، ۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی

(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

فون نمبر: ۷۷۲۷۹۹۵ - ۲۱۳۹۷۳





Handwritten text in Urdu script, including names like 'Kamran', 'Arabi', and 'Raza-e-Karim'.

Handwritten Urdu text, likely bleed-through from the reverse side of the page. The text is mostly illegible due to fading and bleed-through.